اللہ کہاں ہے؟

کتاب کا یہ مذکورہ بالا عنوان محض ایک سوال نہیں، بلکہ اسلامی عقائد میں سے ایک اہم ترین
عقیدہ ہے، جو براہ راست اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک سے متعلق ہے، دیگر بہت سے
عقائد کی طرح اس عقیدے میں بھی ایسی بات کو اپنایا جا چکا ہے اور اُس کی تشہیر وترویج کی
جاتی ہے جو بات قران کریم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم
اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور اُمت کے ائمہ رحمہم اللہ اجمعین کی تعلیمات کے خلاف ہے،
اس کتاب میں اسی غلطی کو واضح کیا گیا ہے، وللہ الحمد ایک اہم ترین عقیدہ ہے، جو براہ راست
اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک سے متعلق ہے، دیگر بہت سے عقائد کی طرح اس عقیدے
میں بھی ایسی بات کو اپنایا جا چکا ہے اور اُس کی تشہیر وترویج کی جاتی ہے جو بات قران کریم
، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور
اُمت کے ائمہ رحمہم اللہ اجمعین کی تعلیمات کے خلاف ہے، اس کتاب میں اسی غلطی کو واضح
کیا گیا ہے، وللہ الحمد۔

تالیف: عادل سہیل ظفر

::: مقدمہ :::

بِسّمِ اللهِ الرّحمٰنِ الرَّحیم

اِن اَلحَمدَ لِلّہِ نَحمَدہُ وَ نَستَعِینہُ وَ نَستَغفِرہُ وَ نَعوذ بَاللہِ مِن شرورِ أنفسِنَا وَ مَن سِیَّئاتِ أعمَالِنَا ، مَن یَھدِہُ اللہُ فَلا مُضِلَّ لَہ وَ مَن یُضلِل ؛ فَلا ھَادیَ لَہ ، وَ أشھَد أن لا اِلٰہَ اِلَّا اللہ وحدَہ لا شَرِیكَ لَہ ، وَ أشھَد أنَّ محمَداً عَبدہُ وَ رَسولہُ۔

وَ أما بعدُ فَاِنَّ خیر الکلامِ کِتابُ اللہ ، وَ خیر الھُدیٰ ھُدیٰ مُحمدٍ صَلّی اللہُ عَلیہ و عَلی آلہ وَسلّم وَ شَّر الأمورِ مُحدَثاتُھا وَ کُلَّ مُحدَثۃٌ بِدَعَۃٌ وَ کُلَّ بِدَعَۃٌ ضلالۃٌ وَ کُلَّ ضلالۃٌ فی النَّار۔

بے شک خالص تعریف اللہ کے لیے ہے، ہم اُس کی ہی تعریف کرتے ہیں اور اُس سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اور اُس سے ہی مغفرت طلب کرتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنی جانوں کی بُرائی سے اور اپنے بُرے کاموں سے ، جِسے اللہ ہدایت دیتا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جِسے اللہ گمراہ کرتا ہے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ کے عِلاوہ کوئی سچا معبود نہیں اور وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں،

اِس کے بعد ::: بے شک سب سے زیادہ خیر والی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے خیر والی ہدایت محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم (کے ذریعے ملنے) والی ہدایت ہے ، اور

ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے۔

سابقہ اُمتوں کی طرح ہم نے بھی اپنے مذہبی عقائد اور مسائل اپنانے میں اپنے قصے کہانیوں اور نام نہاد علماء سے حُسنِ ظن پر بہت زیادہ اعتماد کیا اور اپنے معبودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کی توحید سے دور ہوئے، اپنے مالک و خالق سے دُور ہوئے، نہ اُسکی ذات کو پہچانا نہ اُسکی صفات کو جانا، **اللہ کو خُدا کر ڈالا، خالق کو مخلوق میں قید کر ڈالا، اور اور اور،**

اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت و رُشد کے لیے اپنے ایک رسول جبریل علیہ السلام کے ذریعے اپنے دوسرے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا، اور اپنی ذات اور صفات کے بارے میں جو چاہا جتنا چاہا اپنے کلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے کلام میں ہمیں اُس کی خبر فرمائی،

اِن دو ذریعوں اور واسطوں کے عِلاوہ اور کوئی ذریعہ یا واسطہ ایسا نہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے بارے میں کوئی ایسی خبر دے سکے جِس پر شک کی گنجائش نہ ہو اور اُس پر اِیمان لانا فرض ہو، اور اِن دو ذرائع سے آنے والی اخبار کے بارے میں شک کی کوئی گُنجائش نہیں جِس نے شک کیا وہ صاحبِ اِیمان نہیں کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرمان پر اِیمان لانا فرض ہے بات کو مُختصر رکھنے کے لیے اپنے اِس وقت کے موضوع کی طرف آتا ہوں، جو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور ناموں کی توحید سے متعلق ایک بُنیادی عقیدہ ہے اور ایک بُنیادی سوال بھی ہے کہ :::: **اللہ کہاں ہے ؟؟؟**

آیئے اِختصار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اِس سوال کا جواب ڈھونڈتے ہیں ، مندرجہ ذیل چیزوں میں اور مندرجہ ذیل ترتیب سے :::

- پہلے (1) اللہ تعالیٰ کے کلام پاک یعنی قرآن الکریم میں ،
- اُس کے بعد (2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین مبارکہ یعنی احادیث شریفہ میں (اور اِن شاء اللہ صِرف صحیح ثابت شدہ احادیث کا ذِکر ہو گا) ،
- اُس کے بعد (3) صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اَقوال میں ،
- اُس کے بعد (4) تابعین رحمہم اللہ ،
- اُس کے بعد (5) تبع تابعین رحمہم اللہ ،
- اُس کے بعد (6) اُمت کے معروف اَئمہ (اِماموں) رحمہم اللہ کے اقوال ،

اور اِن شاء اللہ تعالیٰ تمام اَقوال کی صحت اور درستگی کی تحقیق کے ساتھ ، اپنے مندرجہ بالا سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں ،

اِس موضوع سے متعلق اکثر کچھ شکوک اور شبہات کا اظہار رہتا ہے ، مثلاً کہا یا لکھا جاتا ہے کہ :::

::: اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے ::: یا ،

الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ کہا یا لکھا جاتا ہے کہ ::: اللہ کا وجود زمینوں اور آسمانوں میں ایک ہی جیسا قائم ہے ، یا ،

::: اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے ::: یا ،

::: اللہ کو کِسی ایک جگہ پر ثابت کرنے سے تجسیم وارد ہوتی ہے اور یہ کفر ہے ::: وغیرہ وغیرہ ،

دِلوں کے حال صِرف اور صِرف اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ ہی جانتا ہے، لیکن ظاہری طور پر عموماً ان شکوک و شبہات کے دو تین ہی اسباب سجھائی دیتے ہیں کہ، یا تو لاعلمی کی بنا پر، یا کبھی جانتے بوجھتے ہوئے اور کبھی نہ جانتے ہوئے کسی مسلک و مذھب کو ہی درست ثابت رکھنے کی کوشش میں، اور، یا اپنی کسی پسندیدہ شخصیت کی بات کو ہی ٹھیک ثابت کرنے کی کوشش میں، یا اپنے خود ساختہ فسفلوں اور اپنی ذاتی عقل میں نے والے وساوس کو ہی دُرُست ثابت کرنے کی کوشش میں ایسا کیا جاتا ہے،

یہاں آغاز میں، تو میں اِن مذکورہ بالا فلسفیانہ شکوک کا صرف اتنا ساذِکر ہی کافی سمجھتا ہوں، اِن شاء اللہ اِن فلسفہ زدہ شبہات کا انہی کے انداز میں منطقی اور فلسفیانہ جواب آخر میں دوں گا۔

اللہ تعالیٰ میری اِس کوشش کو قبول فرمائے اور اِس کو پڑھنے والوں کی اِصلاح کا اور میری مغفرت کا سبب بنائے۔

عادِل سُہیل ظفر۔

15 ذوالقعدہ 1424 ہجری، الموافق، 07/JANUARY/2004

الحمد للہ، کتاب کا پہلا اصدار بتاریخ 10 ربیع الثانی 1433 ہجری، الموافق 3 مارچ 2012 کو قابل نشر صُورت میں تیار ہو گیا، کتابت کی غلطیوں کی نشاندہی کے لیے میں ہونہار بھتیجے عبداللہ حیدر کا شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر سے نوازے۔

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے فرامین

آیئے سب سے پہلے دیکھتے ہیں کہ اللہ جلّ و عزّ نے اِس بارے میں کیا فرمایا ہے؟

(1) اللہ العلیّ القدیر کا فرمان ہے :::

﴿ اِنَّ ربَّکُمُ اللہُ الّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الأرضَ فِی سِتَۃِ ایامٍ ثُمَّ استَوٰی عَلیٰ العَرشِ یُغشِیٰ الّیلَ النَّھارَ یَطلُبُہُ حَثِیثاً وَ الشَّمسَ و القَمَرَ والنُّجُومَ مُسّخرٰاتٍ بِأمرِہٖ أَلاَ لَہُ الخَلقُ و لَہُ الأمرُ تَبَارَكَ اللہُ رَبُّ العَالَمِینَ ::: بے شک تمہارا رب وہ ہے جِس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دِن میں کی پھر عرش پر قائم ہوا، وہ دِن کو رات سے اِس طرح چھپا دیتا ہے کہ رات دِن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو اِس طرح بنایا کہ وہ سب اللہ کے حکم کے تابع ہیں، تو کیا اُس کے لیے ہی نہیں ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی ہی خوبیوں والا ہے تمام جہانوں کا رب ﴾ سورت الاعراف (7) / آیت 54۔

(2) اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے :::

﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِی سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ::: بے شک تمہارا رب وہ ہے جِس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دِن میں کی پھر عرش پر قائم ہوا (وہاں سے تمام) کام کی تدبیر کرتا ہے، کوئی اُس کی اجازت کے بغیر (اُس کے سامنے) شفاعت کرنے والا نہیں ہے، ایسا ہے تُم سب کا رب ہے لہذا اُس کی عبادت

کرو، کیا تُم پھر بھی سوچتے نہیں ﴾ سورت یونس (10) / آیت 3۔

(3) اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کا فرمان ہے :::

﴿ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ::: اللہ وہ ہے جِس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بُلند کیا (جیسا کہ) تُم اِس (آسمانِ دُنیا) کو دیکھ رہے ہو پھر اللہ عرش پر قائم ہوا اور سورج اور چاند کو اِس طرح اپنے ماتحت کیا کہ وہ ایک مقرر شدہ وقت تک کے لیے چل رہے ہیں اللہ ہی کام کی تدبیر کرتا ہے (اور) وضاحت کے ساتھ نشانیاں بتا رہا ہے تا کہ تُم لوگ اپنے رب سے ملنے پر یقین کر لو ﴾ سورت الرعد (13) / آیت 2،

(4) اللہ الرحمٰن کا فرمان ہے :::

﴿ الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ ::: الرحمان (وہ ہے جو) عرش پر قائم ہے ﴾ سورت طٰہٰ (20) / آیت 5،

(5) اللہ، ہر ایک چیز کے واحد خالق کا فرمان ہے :::

﴿ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ::: رحمٰن وہ ہے جِس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ بھی اِن کے درمیان ہے (سب) کی تخلیق چھ دِن میں کی پھر عرش پر قائم ہوا پس آپ اِس کے بارے میں کسی خبر گیر سے ہی پوچھیے ﴾ سورت الفرقان (25) /آیت 59۔

(6) اللہ الحکیم کا فرمان ہے :::

﴿ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا شَفِيعٍ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ::: اللہ وہ ہے جِس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے (سب) کی تخلیق چھ دِن میں کی پھر عرش پر قائم ہوا (اللہ کے سامنے) اللہ کے عِلاوہ تُم سب کا کوئی مددگار نہیں اور نہ ہی کوئی سفارش کرنے والا کیا تُم لوگ یاد نہیں رکھتے ﴾ سورت السجدہ (32)/آیت 4۔

(7) اللہ الکریم کافرمان ہے :::

﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ::: اللہ وہ ہے جِس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دِن میں کی پھر عرش پر قائم ہوا وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور آسمان میں چڑھتا ہے اور تم لوگ جہاں کہیں بھی ہو وہ تم لوگوں کے ساتھ ہے اور جو کچھ تُم لوگ کرتے ہو اللہ وہ سب دیکھتا ہے ﴾

سورت الحدید (57) / آیت 4۔

>>> اس مندرجہ بالا آیت مُبارکہ میں ہمارے اِس رواں موضوع کی دلیل کے ساتھ ساتھ ایک اور بات کی بھی وضاحت ہے، جس کے بارے میں اکثر لوگ غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں، اور وہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی """ معیت """ یعنی اُس کا ساتھ ہونا، جس کے بارے میں عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ اپنی ذات مُبارک کے ذریعے کسی کے ساتھ ہوتا ہے، جو کہ دُرست نہیں ہے کیونکہ اللہ جلّ جلالہُ نے

خود ہی اپنی """ معیت """ کی کیفیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ﴿ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ::: اور جو کچھ تُم لوگ کرتے ہو اللہ وہ سب دیکھتا ہے ﴾ یعنی اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کا ساتھ ہونا اُس کے علم و قدرت، سماعت و بصارت کے ذریعے ہے، نہ کہ اُس کی ذات مبارک کے وجود پاک کے ساتھ کسی کے ساتھ ہونا ہے، اِن شاء اللہ اس موضوع پر بات پھر کسی وقت،

(8) اللہ المُعِّز کا فرمان ہے :::

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَكْرُ أُولَئِكَ هُوَ يَبُورُ ::: جو (کوئی) عزت چاہتا ہے تو (وہ یہ جان رکھے کہ) تمام تر عزت اللہ کے لیے ہے (یعنی عزت دینے والا وہی ہے) پاک باتیں اُس (اللہ) کی طرف چڑھتی ہیں اور نیک عمل اپنے کرنے والے کو بُلند کرتا ہے اور جو لوگ برائیاں کرتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے اور ان کی بری چال ہی نیست و نابود ہو گی ﴾ سورت الفاطر (35)/ آیت 10۔

(9) اللہ ذی المعارج کا فرمان ہے :::

﴿ سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ O لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ O مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ O تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ O سوال کرنے والے نے عذاب کے بارے میں سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے O کافروں کے لیے ،اُس عذاب کو دُور کرنے والا کوئی بھی نہیں O اللہ کی طرف سے (اللہ وہی ہے) جو (آسمانوں کی) سیڑھیوں کا مالک ہے O اُس (اللہ) کی طرف فرشتے اور روح (انہی

سیڑھیوں کے ذریعے) چڑھتے ہیں، ایک (ایسے) دِن میں جس کی مقدار (تُمہاری گنتی کے مطابق) پچاس ہزار سال کے برابر ہے ﴾ سورت المعارج (۷۰)/ آیات 1 تا 4۔

(10) اللہ الاعلیٰ کا فرمان ہے :::

﴿ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ::: وہ (اللہ) آسمان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر فرماتا ہے پھر وہ (کام) ایک ایسے دِن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مُطابق ایک ہزار سال ہے اللہ کی طرف چڑھ جاتا ہے ﴾ سورت السجدہ (32) / آیت 5۔

(11) اللہ العلیّ القدیرُ کا فرمان ہے :::

﴿ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ::: وہ (یعنی فرشتے) اپنے اُوپر سے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جو حُکم اُنہیں دِیا جاتا ہے اُسی کے مطابق (ہر) کام کرتے ہیں ﴾ سورت النحل (16) / آیت 50،

اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا فرامین سے صاف اور واضح طور پر سمجھ آتا ہے کہ اللہ الأعلیٰ اپنی تمام تر مخلوق کے اُوپر، اُس سے جُدا اور بُلند ہے ، کِسی لفظ کی کوئی تشریح یا تأویل کرنے سے پہلے ہمیں اللہ تعالیٰ کے یہ درج ذیل فرامین بھی ذہن میں رکھنے چاہِیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو مخاطب فرما کر، اُن کے اُمتیوں کو اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے منصب رسالت کی ذمہ داریوں میں سے سب سے اہم ذمہ داری بتائی ہے اور ہمیں یہ سمجھایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامین مبارکہ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بیان کردہ قولی اور عملی

تفسیر، شرح اور تعلیمات کے مطابق سمجھنا ہے ، نہ کہ اپنی عقل و سوچ، مزاج، پسند و ناپسند اور اپنے خود ساختہ جہالت زدہ فلسفوں کے مطابق :::

﴿ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ::: اور (اے محمد) ہم نے آپ کی طرف ذکر (قران) نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے لیے واضح فرمائیں کہ اُن کی طرف کیا اتارا گیا ہے اور تا کہ وہ غور کریں ﴾ سورت النحل (16)/ آیت 44،

اور مزید تاکید فرمائی کہ ﴿ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ::: اور (اے محمد) ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب صرف اس لیے اتاری ہے کہ یہ لوگ جِس (چیز) میں (بھی) اِختلاف کرتے ہیں آپ اِن لوگوں پر (اِس کتاب کے مطابق) وہ (چیز) واضح فرما دیجیے ، اور (ہم نے یہ کتاب) اِیمان والوں کے لیے ہدایت اور رحمت (بنا کر نازل کی ہے)﴾ سورت النحل (16) / آیت 64،

اللہ تعالیٰ کے فرامین کی تفسیر اور شرح کی ذمہ داری اللہ کی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دی گئی ہے ہر کس و ناکس کو یہ اِجازت نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے ، یا اپنی سوچ و فکر کے مطابق ، یا اُس کے ذہن پر مُسلط فلسفوں اور شرعاً نا مقبول خود ساختہ کسوٹیوں کی بنا پر قران پاک کی آیات مُبارکہ کی ایسی تفسیر یا شرح کرے جو اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ سُنّت مبارکہ کے مُطابق نہ ہوں ، اور جب اُس کی جہالت زدہ سوچیں اور فلسفے قران کریم کی ہی آیات شریفہ کے

ذریعے مردود قرار پائیں تو آیات شریفہ کی باطل تأویلات کرنے لگے ، اور جب اُس کی باطل تأویلات صحیح ثابت شُدہ سُنّتِ مُبارکہ کے ذریعے مردود قرار پائیں تو سُنّتِ مُبارکہ کا ہی اِنکار کرنے لگے ،

پس اللہ کے مقرر کردہ تفہیمِ قُران کے اس دُرست ترین منہج کے مطابق، اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک کے تمام تر مخلوق سے جُدا، الگ اور بُلند ہونے کی صفت کے بیان والی آیات مبارکہ کے بعد اب ہم یہ مطالعہ کرتے ہیں کہ اللہ الرَّحیم کے رسول کریم مُحمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے اللہ کی اِن باتوں اور اللہ کی اِس صفتِ عُلو یعنی تمام تر مخلوق سے جُدا، الگ اور بُلند ہونے کے بارے میں کیا فرمایا ہے ؟

اُس کے بعد اِن شاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم ، تابعین ، تبع تابعین اور ائمہ رحمھم اللہ جمعیاً کے أقوال ، پھر آپ فیصلہ کیجیے گا کہ اللہ تعالیٰ اُوپر ہے ؟ یا معاذ اللہ ہر جگہ منتشر جسے عام طور پر ہر جگہ موجود ہونے کے الفاظ میں بھی ذکر کیا جاتا ہے ؟ یا کہیں اور ؟ اور اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بارے میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے جو کچھ اللہ بارے میں بتایا ہے وہ کہنا کُفر ہے یا اُس کے خِلاف کہنا ؟؟؟ فَاعۡتَبِرُوا يَا أُولِي الۡأَبۡصَارِ ::: پس عبرت حاصل کرو اے بصیرت والو ،

اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرامین کے بعد ، اب اِن شاء اللہ ہم اللہ کے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِرشادات جو بلا شک و شبہ اللہ کی وحی کے مطابق اُن صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے ادا ہوئے ، اُن اِرشادات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین

اُوپر ذِکر شدہ آیاتِ مبارکہ کے بعد اب اِن شاء اللہ اَحادیث شریفہ ذِکر کرتا ہوں آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اللہ کی اِس صفتِ عُلو یعنی تمام تر مخلوق سے جُدا اور بُلند ہونے کے بارے میں کیا فرمایا ہے :::

(1) ::::: معاویہ ابن الحکم السُّلمی رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے """"" ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی امامت مُبارکہ میں نماز پڑھ تھا کہ نمازیوں میں سے کسی کو چھینک آئی تو میں نے کہا """ اللہ تُم پر رحم کرے """،

تو لوگوں نے مجھے کن انکھیوں سے دیکھا ، تو میں نے کہا """ میری ماں مجھے کھو دے تُم لوگ مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو """،

تو ان سب نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارے ، تو میں جان گیا کہ یہ لوگ مجھے خاموش کروا رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا،

میرے ماں باپ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر قربان ہوں میں نے اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے پہلے اور نہ ہی بعد میں اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرح بہترین تعلیم دینے والا اچھا استاد کوئی نہیں دیکھا ، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہوئے ، تو انہوں نے نہ تو مجھے ڈانٹا نہ ہی مجھے مارا نہ مجھے برا کہا ، بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ ﴿ إِنَّ هذهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فيها شَيْءٌ من كَلَامِ النَّاسِ إنَّما هو التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ ﴾ أو كما قال رسول اللهِ صلى الله عليه وعلى آله

وسلم ::: ﴿ یہ نماز ہے اس میں انسانوں کی باتیں جائز نہیں ہیں یہ (نماز) تو تسبیح ہے، تکبیر ہے اور قران پڑھنا ہے ﴾ یا جیسے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا،

میں نے عرض کیا """ یا رَسُولَ اللہِ إنی حَدِیثُ عَھْدٍ بِجَاھِلِیَّۃٍ وقد جاء اللہ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا یَأْتُونَ الْکُھَّانَ ::: یارسول اللہ میں ابھی ابھی جاہلیت میں تھا، اور اللہ ہمارے پاس اسلام لے کر آیا اور ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں """،

تو ارشاد فرمایا ﴿ فلا تَأْتِھِمْ ::: تم اُن (کاہنوں) کے پاس مت جانا ﴾ ،

میں نے پھر عرض کیا """ وَمِنَّا رِجَالٌ یَتَطَیَّرُونَ ::: ہم میں سے کچھ لوگ پرندوں کے ذریعے شگون لیتے ہیں """

تو ارشاد فرمایا ﴿ قال ذَاکَ شَیْءٌ یَجِدُونَہُ فی صُدُورِھِمْ فلا یَصُدَّنَّھُمْ ::: یہ ایسی چیز ہے جو وہ لوگ اپنے سینوں میں پاتے ہیں لیکن یہ کام انہیں (اپنے کاموں) سے روکے نہیں ﴾ (یعنی شگون وغیرہ مت لیا کریں ورنہ اس بد عقیدگی کی وجہ سے شگون بازی کرنے والے لوگ اپنے کاموں سے رُک جاتے ہیں اور انہیں اپنے کاموں سے رکنا نہیں چاہیے)،

قال بن الصَّبَّاحِ ﴿ فلا یَصُدَّنَّکُمْ ﴾

ابن الصباح (اِمام مسلم رحمہُ اللہ کی طرف سے سند میں سب سے پہلے راوی رحمہ اللہ) کا کہنا ہے کہ ﴿ یہ شگون بازی تمہیں (اپنے کاموں) سے مت روکے ﴾

(آگے پھر معاویہ بن الحکم رضی اللہ کا کہنا ہے) پھر میں نے عرض کیا """ وَمِنَّا رِجَالٌ یَخُطُّونَ ::: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں بناتے ہیں """ (یعنی زائچہ بازی کرتے ہیں جو

کاہنوں کے کاموں میں سے ہے)،

تو اِرشاد فرمایا ﴿ کان نَبِیٌّ من الأَنْبِیَاءِ یَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ ::: نبیوں (علیھم السلام) میں سے ایک نبی خط کَشی کیا کرتے تھے پس اگر کسی کا خط اس نبی (علیہ السلام) کے خط کے موافق ہو جائے تو ٹھیک ہے ﴾

(یہ ایک نا ممکن کام ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہوتی تھی اور ان کو دیے جانے والے خصوصی علوم میں سے یہ ایک علم ایک نبی علیہ السلام کو دیا گیا تھا، لہذا اس علم کا حصول جو صرف وحی کے ذریعے کسی نبی یا رسول کو خاص طور پر دیا گیا ہو، کسی غیر نبی کے لیے نا ممکن ہے، اور یہی بات سمجھانے کے لیے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یہ اندازء بیان اختیار فرمایا ہے)،

پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش آنے والے اپنے ایک اور واقعہ کا ذکر کیا کہ:::

""""" میرے پاس ایک باندی ہے جو اُحد (پہاڑ) کے سامنے اور اِرد گرد میری بکریاں چَرایا کرتی تھی ایک دِن میں نے دیکھا کہ اس کی (نگرانی میں میری) جو بکریاں تھیں اُن میں سے ایک کو بھیڑیا لے گیا، میں آدم کی اولاد میں سے ایک آدمی ہوں جس طرح باقی سب آدمی غمگیں ہوتے ہیں میں بھی اسی طرح غمگیں ہوتا ہوں، لیکن میں نے (اس غم میں) اسے ایک تھپڑ مار دِیا، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پاس آیا کیونکہ اسے تھپڑ مارنا میرے لیے (دِل پر) بڑا (بوجھ) بن گیا تھا، میں نے عرض کیا""" اے اللہ کے رسول

کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں ؟"""،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿ ائْتِنِي بِهَا ::: اُس باندی کو میرے پاس لاؤ ﴾

فَأَتَيْتُهُ بِهَا ::: تو میں اس باندی کو لے کر (پھر دوبارہ) حاضر ہوا،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا ﴿ أَيْنَ اللهُ ::: اللہ کہاں ہے؟ ﴾

قالت فِي السَّمَاءِ ::: اس باندی نے جواباً عرض کیا""" آسمان پر """ ،

پھر دریافت فرمایا ﴿ مَنْ أنا ::: میں کون ہوں ؟ ﴾

قالت أنت رسول اللهِ ::: اس باندی نے جواباً عرض کیا""" آپ اللہ کے رسول ہیں """ ،

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ﴿ أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ ::: اِسے آزاد کر دو یہ اِیمان والی ہے ﴾

صحیح مسلم/حدیث 537/کتاب المساجد و مواضح الصلاۃ/باب 7، بَاب تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ وَنَسْخِ ما كان من إباحة۔

⊂⊂⊂ ذرا غور کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے باندی سے کیا پوچھا اور اُس باندی نے کیا جواب دِیا ؟؟؟

غور کیجیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُس باندی کا اِیمان جانچنے کے لیے، اُس کے اِیمان کی درستگی جانچنے کے لیے، صِرف دو باتیں دریافت فرمائیں،

اللہ کی ایک ذات مبارک کے بارے میں سوال کیا کہ اللہ کہاں ہے ؟
اِیمانیات کے بارے میں کوئی تفصیل دریافت نہیں فرمائی ،
اور اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی اپنی ذات مبارک کے بارے میں ایک سوال فرمایا کہ اُن کی حیثیت و رُتبہ کیا ہے ؟،
اور اُس باندی کے مختصر سے جواب کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اُس کے اِیمان والی ہونے کی گواہی دِی ، جِس جواب میں اللہ کی ذات مبارک کے بارے میں اُس باندی نے یہ کہا کہ """ اللہ آسمان پر ہے """،

اب ذرا کچھ مزید توجہ سے غور فرمایے ، کہ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے یہ کہنا کُفر ہے کہ وہ اُوپر ہے ، آسمانوں سے اوپر ہے ، اپنی تمام تر مخلوق سے اُوپر ہے ، تو پھر اس بات پر ، یا ایسا کہنے والوں پر کُفر کا فتویٰ لگانے والے لوگ سچے ہیں ؟ یا اُس باندی کو اِیمان والی قرار دینے والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اُن پر میرے باپ قُربان ہوں سچے ہیں ؟؟؟؟؟

اس حدیث شریف کو عموماً """ حدیث الجاریہ """ کہا جاتا ہے ، اس حدیث شریف میں اور بھی بہت سے مسائل میسر ہوتے ہیں ، الحمدُ للہ اِن سب کا ذِکر ایک الگ مضمون """ حدیث الجاریہ ، ایک حدیث میں 9 مسائل کا بیان """ میں کر چکا ہوں ۔

(2) ::::: أبو ہُریرہ رضی اللہ عنہ ُ کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِى فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِى فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِى

فَأَغْفِرَ لَهُ::: جب رات کا آخری تیسرا پہر ہوتا ہے تو ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات میں دُنیا کے آسمان کی طرف اُترتا ہے اور فرماتا ہے """ کون ہے جو (اِس وقت) مُجھ سے دُعا کرے کہ میں اُسکی دُعا قبول کروں ، کون ہے جو (اِس وقت) مُجھ سے کوئی سوال کرے کہ میں اُسکا سوال پورا کروں ، کون ہے جو (اِس وقت) مجھ سے مغفرت طلب کرے کہ میں اُسکی مغفرت کروں """ ﴾ صحیح البُخاری/ابواب التہجد/باب 14 ، صحیح مُسلم/حدیث 758 ، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا/ باب 24۔

قارئین کرام ، اِس مذکورہ بالا حدیث شریف کو بھی غور سے پڑھیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم ہمارے رب اللہ عز و جل کے بارے میں کیا فرما رہے ہیں ، پس اگر یہ کہنا ہے کُفر ہے کہ اللہ اُوپر ہے تو کُفر کا فتویٰ لگانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِس فرمان پر کیا فتویٰ لگائیں گے ؟؟؟

(3) ::::: اَبو ہُریرہ رضی اللہ عنہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴾ يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ::: رات کے فرشتے اور دِن کے فرشتے تُم لوگوں میں ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اور نمازِ عصر اور نمازِ فجر کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں (یعنی فرشتوں کا ایک گروہ فجر کے وقت آتا ہے اور عصر تک رہتا ہے ، یہ دِن کے فرشتے ہیں اور دوسرا گروہ عصر کے وقت آتا ہے اور فجر تک رہتا ہے یہ رات کے فرشتے ہیں) پھر وہ فرشتے جنہوں نے تمہارے درمیان

رات گذاری ہوتی ہے (یعنی عصر کے وقت آنے والے فرشتے) **اُوپر** (اللہ کی طرف) چڑھتے ہیں تو (وہاں) اُن کا رب اُن سے پوچھتا ہے، جبکہ وہ بندوں کے بارے میں فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے، تُم نے میرے بندوں کو کِس حال میں چھوڑا ؟ تو فرشتے کہتے ہیں جب ہم نے اُنہیں چھوڑا تو وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم اُن کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے ﴾ صحیح مُسلم / حدیث 632/کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ / باب 37 کی پہلی حدیث ، صحیح البُخاری / حدیث 555 / کتاب مواقیت الصلاۃ/ باب 16 کی دوسری حدیث ، صحیح ابن ِ خزیمہ/حدیث 321 /کتاب الصلاۃ / باب 12 ذکر اجتماع ملائکۃ اللیل وملائکۃ النہار فی صلاۃ الفجروصلاۃ والعصر جمیعا ودعاء الملائکۃ لمن شھد الصلاتین جمیعا کی پہلی حدیث، صحیح ابن حبان /حدیث 1736/کتاب الصلاۃ/ باب 9، مؤطامالک/حدیث 416/کتاب قصر الصلاۃ/ باب 24 ،مُسند احمد /مُسند ابی ھریرہ رضی اللہ عنہُ ، سُنن النسائی /حدیث 489/ کتاب الصلاۃ/ باب 21۔

(4) ::::: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہُ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا ﴿إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلاَئِكَةً سَيَّارَةً فُضُلاً يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَى السَّمَاءِ ـ قَالَ ـ فَيَسْأَلُهُمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ مِنْ أَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُولُونَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَكَ فِى الأَرْضِ يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيُهَلِّلُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ

وَيَسْأَلُونَكَ ::: بے شک اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو (زمین میں) چلتے پھرتے ہی رہتے ہیں، اور (اللہ کے) ذِکر کی مجلسوں کی تلاش میں رہتے ہیں، جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جِس میں (اللہ کا) ذِکر ہو رہا ہو تو وہ ذِکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پَروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، یہاں تک کہ اُن کے اور دُنیا والے آسمان کے ساری جگہ میں وہ فرشتے بھر جاتے ہیں، **اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو آسمان کی طرف چڑھتے اور بُلند ہوتے ہیں** ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے مزید فرمایا۔ **تو (وہاں) اللہ عزّ و جلّ فرشتوں سے پوچھتا ہے** کہ """ تُم سب کہاں سے آئے ہو؟ """ جبکہ اللہ فرشتوں کے بارے میں خود اُن سے زیادہ جانتا ہے، تو فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں """ہم آپ کے اُن بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو زمین میں آپ کی پاکیزگی، اور آپ کی بڑائی، اور الوھیت میں آپ کی واحدانیت، اور آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں، اور آپ سے سوال کرتے ہیں ﴾ صحیح مُسلم / حدیث 7015/ کتاب الذکر والدُعاء والتوبہ / باب 8،

قارئین کرام، ملاحظہ فرمایئے، اور بغور ملاحظہ فرمایے کہ ان دونوں احادیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم فرشتوں کا اللہ کی طرف چڑھنے کا ذِکر فرما رہے ہیں، اور غور فرمایے کہ چڑھا اوپر کی طرف جاتا ہے یا کِسی اور طرف ؟؟؟

اگر اللہ تعالیٰ اپنی ذات مبارک کے ساتھ ہر جگہ موجود ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم فرشتوں کے اللہ کی طرف چڑھنے کا ذکر نہ فرماتے، بلکہ کچھ یوں کہا جاتا کہ فرشتے اپنے رب کے پاس ہی ہوتے ہیں کیونکہ وہ تو ہر جگہ موجود ہے

لہذا فرشتوں کو کہیں سے کہیں ، کسی طرف جانے ، چڑھنے اترنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوتی ۔

(5) ::::: أبی سعید الخُدری رضی اللہ عنہُ یمن سے لائی جانے والی زکوۃ کی تقسیم کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَلاَ تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ ، يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً ::: کیا تُم لوگ مجھے اَمانت دار نہیں جانتے جبکہ میں اُس کی طرف سے امانت دار ہوں جو آسمان پر ہے ، اور مجھے صبح و شام آسمان سے خبر آتی ہے ﴾ صحیح البُخاری / حدیث 4351/کتاب المغازی باب 61 کی تیسری حدیث ، صحیح مُسلم /حدیث 2500 / کتاب الزکاۃ/ باب 48 ۔

ایک دفعہ پھر غور فرمایے محترم قارئین کہ وہ کون ہے جِس کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم امانت دار مقرر تھے ؟؟؟

جِس نے اپنے پیغامات اور احکامات کو امانت داری سے اُس کے بندوں تک پہنچانے کی ذمہ داری رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو عطاء فرمائی تھی ؟؟؟

بے شک وہ اللہ ہی ہے ، اور بے شک وہ آسمانوں کے اُوپر ہے، اور بے شک اسی کی طرف سے آسمانوں کے اُوپر سے صُبح و شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف وحی آتی تھی ۔

(6) ::::: ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ، وَلاَ يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلاَّ

الطَّيِّبُ ، فَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ، ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ ::: جِس نے پاک (حلال) کمائی سے کھجور کے برابر بھی صدقہ کیا اور (یاد رکھو کہ) اللہ کی طرف پاکیزہ (چیز) کے عِلاوہ اور کچھ نہیں چڑھتا تو اللہ اُس صدقہ کو اپنے سیدھے ہاتھ میں قبول فرماتا ہے اور اُس صدقہ کو صدقہ کرنے والے کے لیے بڑھاتا ہے یہاں تک وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے ﴾ صحیح البُخاری / حدیث 7430 / کتاب التوحید / باب 23۔

اس مذکورہ بالا حدیث شریف میں بھی بڑی وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں بلکہ بُلندی پر ہے ، اور جیسا کہ پہلے ذِکر کردہ آیات شریفہ اور احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ وہ بلندی آسمانوں سے بھی بلند ، عرش سے بھی اُوپر ہے ،

اِس حدیث مبارکہ میں ہمارے رواں موضوع کے علاوہ دو اور اہم مسائل کا فیصلہ بھی ہے :::

:::(1)::: اللہ حلال و پاک چیز کے علاوہ کچھ قبول نہیں کرتا ، اور ،

:::(2)::: اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھی ہے ، پس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کی مُختلف خود ساختہ تاویلات کرتے ہیں وہ اتنا ہی خیال کر لیا کریں کہ کوئی کچھ بھی ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے بڑھ کر اللہ کو جاننے والا نہیں ہو سکتا ، پس اگر وہ کوئی ایسی بات کہتا یا مانتا ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا مُخالف و نافرمان ہے ، اور جو

رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا مُخالف و نافرمان ہوا وہ اللہ کا مُخالف و نافرمان ہوا ، کیونکہ ﴿مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ::: اور جس نے رسول کی تابع فرمانی کی اُس نے اللہ کی ہی تابع فرمانی کی﴾ سورت النساء/آیت 80 ،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے اِس فرمان کا مفہوم یہ ہوا کہ """ جس نے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی """ ۔

(7) :::: أبی ہُریرہ رضی اللہ عنہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہِ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوا امْرَأَتَہُ إِلَی فِرَاشِھَا فَتَأْبَی عَلَیْہِ إِلاَّ کَانَ الَّذِی فِی السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتَّی یَرْضَی عَنْھَا :::اُس کی قسم جِس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب کوئی خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ بیوی اِنکار کرے تو وہ جو آسمان پر ہے اُس عورت سے اُس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک اُس عورت کا خاوند اُس سے راضی نہیں ہوتا﴾ صحیح مُسلم/حدیث 1436 /کتاب النکاح ، باب 20 کی دوسری حدیث ۔

جی ، کون ہے جو اپنے خاوند کی بات نہ ماننے والی عورت پر ناراض ہوتا ہے ، اور وہ ناراض ہونے والا آسمان سے اُوپر ہے ، یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے ۔

(8) :::: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿الرَّاحِمُونَ یَرْحَمُھُمُ الرَّحْمَنُ ارْحَمُوا أَھْلَ الأَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ:::رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے ، تم اُن پر رحم کرو جو زمین پر ہیں ، تُم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے﴾ سُنن الترمذی/حدیث

1924/کتاب البر و الصلۃ/باب 16 کی تیسری حدیث اِمام الترمذی نے اِسے حسن صحیح قرار دِیا ہے ، سُنن أبو داود /حدیث 4931/کتاب الأدب /باب 66 کی پہلی حدیث ، مُصنف ابن أبي شیبہ /کتاب الأدب /باب 4 ،سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ/حدیث 925۔

کون ہے ، جو آسمانوں کے اُوپر ہے اور زمین پر رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے ، الرحمٰن ، یقیناً اللہ پاک ہی ہے اور آسمانوں سے اُوپر ہی ہے۔

(9) ::::: أبی ہُریرہ رضی اللہ عنہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَمَّا خَلَقَ اللہُ الخَلقَ کَتَبَ فِی کِتَابِہِ فَھُوَ عِندَہُ فَوقَ العَرشِ إِنَّ رَحمَتِی تَغلِبُ غَضَبِی ::: جب اللہ تخلیق مکمل کر چکا تو اُس نے اپنی کتاب میں لکھا کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہو گی وہ کتاب اللہ کے پاس ہے عرش کے اوپر ﴾

صحیح البُخاری /حدیث 3194 /کتاب بداء الخلق /پہلے باب کی پہلی حدیث ، صحیح مُسلم /حدیث 2751 /کتاب التوبہ /باب 4 پہلی حدیث۔

محترم قارئین ، یہاں رُک کر ، ایک دفعہ پھر غور فرمایے ، **اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم صاف بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اُوپر ہے ، ہر جگہ نہیں ،**

☑☑☑ آیئے دیکھتے ہیں کہ عرش کہاں ہے ، کہیں ایسا تو نہیں کہ عرش یہیں کہیں ہو اور اللہ بھی ؟؟؟

(10) ::::: أبی ہُریرہ رضی اللہ عنہُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَصَامَ رَمَضَانَ ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا ::: جو اللہ اور اُسکے رسول پر اِیمان لایا اور نماز ادا کرتا رہا اور رمضان کے روزے رکھتا رہا، تو اللہ پر (اُس کا) یہ حق ہے کہ اللہ اُسے جنّت میں داخل کرے خواہ اُس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہو یا اپنی بستی میں ہی زندگی گُذاری ہو ﴾

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا::: اے اللہ کے رسول کیا ہم لوگوں کو یہ خوشخبری سنائیں ؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ ، فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ فَاسْأَلُوهُ الْفِرْدَوْسَ ، فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ ، أُرَاهُ فَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ ، وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ ::: اللہ نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے جنّت میں ایک سو درجات بنا رکھے ہیں، ہر دو درجات کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے، لہٰذا جب تُم اللہ سے سوال کرو تو فردوس مانگو کیونکہ وہ جنت کا درمیانی اور سب سے بُلند مُقام ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اُس کے اُوپر رحمان کا عرش ہے جِس میں سے جنّت کے دریا پھوٹتے ہیں ﴾ صحیح البُخاری/حدیث 2790/کتاب الجھاد والسیر/باب 4، حدیث 1۔

امام بخاری نے اس حدیث کی روایت کے بعد تعلیقاً لکھا کہ محمد بن فلیح نے اپنے والد سے روایت کیا ہے ﴿وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ :::اور اُس سے اُوپر رحمٰن کا عرش ہے﴾

یعنی اوپر ذکر کردہ روایت میں راوی کی طرف سے اس جملے کے بارے میں جو لفظ """ أُرَاهُ """ کے

ذریعے شک کا اظہار ہوا ہے وہ اس دوسری سند کے ذریعے ختم ہو جاتا ہے۔ وللہ الحمد والمنۃ،

اس حدیث مبارک کے ذریعے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا عرش جس سے اوپر اللہ تعالیٰ خود مستوی ہے، وہ عرش فردوس الاعلی سے بھی اُوپر ہے، یہیں کہیں نہیں، لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی ذات پاک کے ساتھ ہر جگہ موجود یا قائم نہیں۔

(11) ::::: جریر رضی اللہ عنہ' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَن لَا يَرحَمُ مَن فِي الأَرضِ لَا يَرحَمُهُ مَن فِي السَّمَاءِ ::: جو اُن پر رحم نہیں کرتا جو زمین پر ہیں اُس پر وہ رحم نہیں کرتا جو آسمان پر ہے ﴾ المعجم الکبیر للطبرانی/حدیث 2497،الترغیب والترھیب/حدیث 3411،اِمام المنذری رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ (اِمام) طبرانی (رحمہُ اللہ) نے یہ حدیث بہت اچھی اور مضبوط سند سے روایت کی ہے ، اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے بھی اس بات کی تائید کی ہے اور اس حدیث شریف کو " صحیح لغیرہ "قرار دیا، صحیح الترغیب والترھیب، حدیث 2255 ۔

(12) ::::: سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ رَبَّكُم تَبَارَكَ وَتَعَالَى حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَستَحيِي مِن عَبدِهِ إِذَا رَفَعَ يَدَيهِ إِلَيهِ أَن يَرُدَّهُمَا صِفرًا ::: تمہارا رب تبارک و تعالیٰ بہت حیاء کرنے والا اور بزرگی والا ہے، جب اُس کا کوئی بندہ اُس کی طرف اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو اللہ اِس بات سے حیاء کرتا ہے کہ وہ اُس بندے کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے ﴾ سُنن أبو داؤد/حدیث 1485 ، سُنن الترمذی/حدیث 3556 /کتاب الدعوات ،

اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے ،

اگر اللہ ہر جگہ موجود ہے تو آگے پیچھے دائیں بائیں کسی بھی طرف ہاتھ پھیلا کر دُعا کرلی جانی چاہیے ، آسمان کی طرف ، اُوپر کی طرف ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں ؟

کیسا عجیب معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے والے لوگ بھی جب دُعا مانگتے ہیں تو ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں اور دورانِ دُعا نظریں اُٹھا اُٹھا کر بھی آسمان کی طرف ، اُوپر کی طرف دیکھتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے دل میں یہ بھی ہے کہ ہم جس اللہ سے دُعا مانگ رہے ہیں وہ اُوپر ہی ہے ۔

(13) ::::: عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنھما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِتَقُوا دَعوَۃَ المَظلُومِ فَإِنَّھَا تَصعَدُ إِلَی السَّمَاءِ کَأَنَّھا شِرار ::: مظلوم کی بد دُعا سے ڈرو کیونکہ وہ چنگاری کی طرح آسمان کی طرف چڑھتی ہے

﴾ المستدرک علیٰ الصحیحین للحاکم ، معروف ب المستدرک الحاکم/حدیث 81 ، اِمام الحاکم نے کہا کہ یہ حدیث اِمام مُسلم کی شرئط کے مُطابق صحیح ہے ، اور امام الالبانی نے بھی صحیح قرار دیا ، السلسلہ الصحیحہ /حدیث 871،

مظلوم کی دُعا آسمان کی طرف چڑھتی ہے ، کیوں اُس طرف چڑھتی ہے ؟؟؟ اگر اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود و قائم ہے تو پھر دُعا کو کسی بھی طرف چل پڑنا چاہیے ، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی عطاء کردہ اس خبر کے مطابق تو مظلوم کی دُعا آسمان کی طرف چڑھتی ہے ، کیونکہ وہاں تمام تر مخلوق سے بُلند ، الگ اور جدا اُن کا

اکیلا خالق اللہ ہوتا ہے، جس نے دُعائیں قبول و رد کرنا ہوتی ہیں،

اس حدیث پاک میں ہمیں مظلوم کی طرف سے کی جانے والی بد دُعا سے بچنے کی تعلیم بھی دی گئی ہے، یعنی ظلم کرنے سے باز رہنے کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ جب ہم کسی پر ظلم نہیں کریں گے تو کوئی بحیثیت مظلوم ہمارے لیے بد دُعا نہیں کرے گا مظلوم کی بد دُعا کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ ﴿ اتَّقِ دَعوَةَ المَظلُومِ فَإِنَّهَا لَيس بَينَهَا وَ بَينَ اللهِ حِجَابٌ ::: مظلوم کی بد دُعا سے بچو کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا ﴾ صحیح البُخاری /حدیث 2316/ کتاب المظالم/ باب 10 ، صحیح مُسلم /حدیث 19/کتاب الایمان/ باب 7 ،

ظلم ، مظلوم یا اس کی بد دُعا میری اس کتاب کا موضوع نہیں ، پس اپنے موضوع کی طرف واپس آتے ہوئے ایک دفعہ پھر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا ہوں کہ اس حدیث مبارک سے بھی یہ ہی پتہ چلتا ہے کہ چونکہ مظلوم کی بد دُعا اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں لہٰذا وہ بد دُعا آسمانوں کی طرف اسی لیے چڑھتی ہے کہ وہاں آسمانوں سے بُلند ، اپنے عرش سے اُوپر استویٰ فرمائے ہوئے، عرش سمیت اپنی تمام تر مخلوق سے بُلند، الگ اور جُدا، اللہ کے پاس پہنچے۔

(14) ::::: النواس بن سمعان الکلبی رضی اللہ عنہُ فتنہ ء دجال کے اور یاجوج ماجوج کے نکلنے اور قتل و غارتگری کرنے کی خبروں پر مشتمل ایک لمبی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿،،،،

ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ، فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوبَةً دَمًا ::: ''''، پھر یأجوج مأجوج چل پڑیں گے اور خمر نامی پہاڑ کے پاس جا پہنچیں گے ، اور یہ پہاڑ بیت المقدس والا پہاڑ ہے (جب وہاں پہنچیں گے) تو کہیں گے جو لوگ زمین پر تھے اُنہیں تو ہم قتل کر چکے ، چلو اب جو آسمان پر ہے اُسے قتل کریں ، یہ کہتے ہوئے وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو اللہ اُن کے تیروں کو خون کی طرح سرخ کر کے اُن کی طرف پلٹا دے گا ﴾، صحیح مُسلم / حدیث 2937 / کتاب الفتن وأشراط الساعۃ / باب 20، سُنن النسائی / حدیث 2240 / کتاب الفتن / باب 59۔

(15) :::: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کا خطبہء حج بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ ::: اور تُم لوگوں کو میرے بارے میں پوچھا جائے گا تو تُم لوگ کیا کہو گے ﴾

سب نے جواب دِیا '''' نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ ::: ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے (اللہ کے پیغامات کی) تبلیغ فرما دی ، اور (رسالت و نبوت کا) حق ادا کر دیا اور نصیحت فرما دی ''''

﴿ فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ ::: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنی شہادت والی اُنگلی سے لوگوں کی طرف اِشارہ فرماتے پھر اُسے آسمان کی طرف اُٹھاتے اور اِرشاد فرمایا ، اللَّهُمَّ اشْهَدِ اللَّهُمَّ اشْهَدْ ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ

::: اے اللہ گواہ رہ ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے ایسا تین مرتبہ کیا اور فرمایا ﴾ صحیح مُسلم/حدیث 1218 /کتاب الحج/ باب 19 ،حجۃ النبی صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے اِن فرامین میں صاف صاف واضح طور پر یہ تعلیم دے گئی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عرش سے اُوپر ہے اور اپنی تمام مخلوق کے تمام اَحوال جانتا ہے ،اُمید تو نہیں کہ کوئی صاحبِ اِیمان اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے یہ فرامین پڑھنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ موجود سمجھتا رہے ،اور اللہ کو اُوپر کہنے کو کفر کہے ،

مزید تسلی و تشفی کے لیے ، اور جیسا کہ میں نے آغاز میں لکھا تھا ، اسی ترتیب کے مطابق اِن شاء اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے اقوال پیش کروں گا ، اور اِن شاء اللہ اُس کے بعد اپنے تمام مُسلمان بھائیوں اور بالخصوص اپنے ایسے مُسلمانوں بھائیوں بہنوں کے لیے جو اپنے اپنے اختیار کردہ اَئمہ کرام رحمہم اللہ ، یا عُلماء رحمہم اللہ و حفظہم کی بات کو ہی فوقیت دینا دِین سمجھتے ہیں ، خواہ اُن کی بات اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بات کی موافقت نہ رکھتی ہو ، میرے وہ بھائی بہن پھر بھی اُنہی باتوں کو درست مانتے ہیں ، ایسے بھائیوں بہنوں کے لیے اُمت کے اِماموں کے اَقوال نقل کروں گا تاکہ اُن کے لیے بھی مزید تسلی کا باعث ہو جائے اِن شاء اللہ ، اور حق جاننے اُسے سمجھنے اور اُس پر اِیمان لانے کی توفیق اللہ ہی دینے والا ہے۔

اِن شاء اللہ صحابہ رضی اللہ عنہم ، تابعین ، تبع تابعین اور اَئمہ رحمہم اللہ جمعیاً کے اقوال کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک سے متعلق اس اَہم عقیدے کے بارے میں پائے جانے والے شکوک و شبہات کا ذِکر کرتے ہوئے اُن کا جواب پیش کروں گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال

سابقہ ذِکر شدہ آیاتِ قرانیہ کے اور احادیثِ نبویہ علی صاحبھا افضل الصلوۃ و السلام کے بعد اب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال ملاحظہ فرمایے ،

(1) ::: عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں """ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے پہلے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین أبو بکر الصدیق رضی اللہ عنہُ اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے حجرے میں آئے اور جُھک کر اُن صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی میّت ُمبارک کو ماتھے پر بوسہ دِیا اور فرمایا { { بِأَبِي وَأُمِّي ، طِبْتَ حَيًّا ، وَطِبْتَ مَيِّتًا ::: آپ پر میرے باپ اور ماں قُربان ہوں آپ زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور مر کر بھی پاکیزہ ہیں } } اور پھر باہر تشریف لائے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا { { أَيُّهَا النَّاسُ ، إِنْ كَانَ مُحَمَّدٌ إِلَهَكُمَ الَّذِى تَعْبُدُونَ ، فَإِنَّ إِلَهَكُمْ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ، وَإِنْ كَانَ إِلَهَكُمَ الَّذِى فِى السَّمَاءِ ، فَإِنَّ إِلَهَكُمْ لَمْ يَمُتْ ،،،::: اے لوگو اگر تو محمد (صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) تُمہارے معبود تھے جن کی تُم عِبادت کرتے تھے تو پھر جان لو کہ تُمہارے (وہ) معبود (محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) فوت ہوگئے ہیں ،اور اگر تُم لوگوں کا معبود وہ ہے جو آسمان پر ہے تو پھر تُمہارا معبود نہیں مرا ،،،،، } } { """ ،

امام بُخاری کی """ التاریخ الکبیر """ حدیث 623 ، مُصنف ابن أبی شیبہ / حدیث

37021 ، اِمام الذھبی اور اِمام السحاوی نے اِسے صحیح قرار دِیا۔

(2) ::: قیس رحمہُ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں """ جب أمیر المؤمنین عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ شام گئے تو وہ اپنی اُونٹنی پر سوار تھے ، لوگوں نے اُن سے کہا اگر آپ گھوڑے پر سوار ہوتے تو اچھا تھا کیونکہ آپ سے ملنے کے لیے بڑے بڑے لوگ آئے ہیں تو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے دوسرے بلا فصل خلیفہ أمیر المؤمنین عُمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے فرمایا { { أَلاَّ أَرَاكُمْ هَاهُنَا ، إِنَّمَا الأَمْرُ مِنْ هَاهُنَا ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ ::: کیا میں تُم لوگوں کو یہاں سے دِکھائی نہیں دے رہا ، بلا شک فیصلے تو وہاں سے ہوتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے اپنی اُنگلی آسمان کی طرف اِشارہ کیا } } مصنف ابن أبي شیبہ ، /حدیث 34443/33844 ، اِمام الالبانی نے کہا کہ اِس کی سند بخاری اور مُسلم کی شرائط کے مُطابق صحیح ہے۔

(3) ::: الحافظ القاضی أبو أحمد محمد بن أحمد العسال الاصبھانی رحمہُ اللہ تعالیٰ نے روایت کی کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے کہا { { جِس نے کہا """ سُبحَانَ اللہ و الحَمدُ لِلہِ و اللہُ أکبر ::: اللہ پاک ہے اور خالص تعریف اللہ کی ہی ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے """ تو اِن اِلفاظ کو لے کر ایک فرشتہ اللہ عزّ و جلّ کی طرف چڑھتا ہے ، اور جِن جِن فرشتوں کے پاس سے وہ گزرتا ہے وہ فرشتے یہ اِلفاظ کہنے والے کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں یہاں تک کہ اِن اِلفاظ سے رحمان کا چہرہ خوش ہو جاتا ہے } } اِمام شمس الدین الذہبی نے """ العلو للعلی الغفار """ میں کہا کہ اِس روایت کی سند صحیح ہے۔

(4) ::: اِمام عثمان بن سعید الدارمی نے """ الرد علیٰ الجھمیة """ میں صحیح سند کے ساتھ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ُ کا یہ قول نقل کیا { { { کبھی کِسی بندے کو تجارت وحکومت کی خواہش ہوتی ہے اور جب وہ کام اُس کے لیے آسان ہونے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُس کی طرف ساتوں آسمانوں کے اُوپر سے دیکھتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے ::: اِن کاموں کو اِس بندے سے دور کر دو اگر یہ کام میں نے اس کے لیے مہیا کر دیئے تو یہ کام اِسے جہنم میں داخل کرنے کا سبب بن جائیں گے } } } اِمام ابن القیم نے بھی "الجیوش الاسلامیہ " میں اِس روایت کی سند کو درست قرار دِیا ہے ۔

(5) ::: ابن أبي ملیکہ رحمہُ اللہ سے روایت ہے کہ """ اِیمان والوں کی والدہ محترمہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی پاکیزہ اور محبوبہ بیگم عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موت کی بیماری کے وقت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُن کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا """ مجھے اُس سے کوئی کام نہیں """،

تو عبدالرحمان بن أبي بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بڑے بھائی) نے کہا """ امی جان ابن عباس آپ کے نیک بیٹوں میں سے ہے اور آپ کی عیادت (مزاج پُرسی) کے لیے آیا ہے """،

تو اِیمان والوں کی امی جان عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو آنے کی اجازت دِی ، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آنے کے بعد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مزاج پُرسی کی، اور اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا

{ { ،،،،،،، وَأَنْزَلَ اللہ بَرَاءَتَكِ مِن فَوْقِ سَبْعِ سماوات جاء بِهِ الرُّوحُ الأَمِينُ ::: ،،،،،،، اورآپ (تو وہ ہیں جس) کی پاکیزگی (کی گواہی) اللہ نے سات آسمانوں کے اُوپر سے نازل کی جسے جبریل اَمین لے کر آئے } } المستدرک الحاکم / حدیث 6726 ، اِمام الحاکم اور اِمام الذہبی نے صحیح قرار دِیا، مُسند أحمد / حدیث 2496 ۔

(6) ::: انس رضی اللہ عنہُ کا کہنا ہے کہ (اِیمان والوں کی والدہ محترمہ) زینب (بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی دوسری بیگمات کو فخر کے ساتھ کہا کرتی تھیں { { زَوَّجَكُنَّ أَهَالِيكُنَّ وَ زَوَّجَنِي اللہ تَعَالَى مِن فَوقِ سَبعِ سَماواتٍ ::: تُم لوگوں کو تمہارے خاندان والوں نے بیاہا اور میری شادی اللہ نے سات آسمانوں کے اُوپر سے کی } } ،

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا کرتی تھیں { { إِنَّ اللہ أَنكَحَنِي فِي السَّمَاءِ ::: اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح آسمان پر کِیا } } صحیح البُخاری / حدیث 7421،7420 / کتاب التوحید / باب 22 کی تیسری اور چوتھی حدیث ۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال مبارکہ کے بعد اب اِن شاء اللہ تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے اقوال پیش کروں گا ، اور ان کا آغاز اُمت کے چار بڑے معروف اور مروج مذاھب کے اماموں رحمہم اللہ سے شروع کروں گا ۔

چاروں اِماموں رحمہم اللہ کے أقوال

تابعین اور تبع تابعین کے اقوال میں سب سے پہلے اُمت کے چار بڑے صاحبء مذھب اماموں رحمہم اللہ کے اقوال پیش کر رہا ہوں ،

قارئین کرام ، خیال رہے کہ یہ اقوال ان چاروں بڑے اماموں رحمہم اللہ کے زمانے کی ترتیب کے مطابق ہیں ، کسی کا ذِکر پہلے یا کسی کا بعد میں ہونے سے اُن کی درجہ بندی مقصود نہیں ،

اِمام نعمان بن ثابت أبو حنیفہ رحمہ ُاللہ ، تاریخ وفات 150 ہجری

أبو اِسماعیل الأنصاری اپنی کتاب """الفاروق """میں أبی مطیع الحکم بن عبداللہ البلخی الحنفی ، جنہوں نے فقہ حنفی کی معتبر ترین کتاب """ الفقہ الاکبر """ لکھی ، جسے غلط عام طور پر اِمام أبو حنیفہ رحمہ ُاللہ سے منسوب کیا جاتا ہے،اِن أبی مطیع کے بارے میں لکھا کہ اُنہوں نے اِمام أبو حنیفہ رحمہ ُاللہ سے پوچھا """ جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرا رب زمین پر ہے یا آسمان پر تو ایسا کہنے والا کے بارے میں کیا حُکم ہے ؟ """ ،

تو اِمام أبو حنیفہ رحمہ ُاللہ نے فرمایا { { { تو اُس نے کفر کیا کیونکہ اللہ کہتا ہے ﴿ الرَّحمَنُ عَلَى العَرشِ استَوَى ::: الرحمٰن عرش پر قائم ہوا ﴾ اور اُسکا عرش ساتوں آسمانوں کے اُوپر ہے } } } ،

میں نے پھر پوچھا """ اگر وہ یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ کا عرش آسمان پر یا زمین پر ہے (تو پھر اُسکا کیا حُکم ہے) ؟ """ ،

تو اِمام اُبو حنیفہ رحمہُ اللہ نے فرمایا { { ایسا کہنے والا کافر ہے کیونکہ اُس نے اِس بات سے اِنکار کیا کہ اللہ کا عرش آسمانوں کے اُوپر ہے اور جو اِس بات سے اِنکار کرے وہ کافر ہے } } ۔

حوالہ جات ::: مختصر العلو لعلی الغفار / دلیل رقم 118 / صفحہ 136 / مؤلف امام شمس الدین الذھبی رحمہُ اللہ / تحقیق و تخریج امام ناصر الدین الالبانی رحمہُ اللہ ، ناشر مکتب الاسلامی ، بیروت ، لبنان ، دوسری اشاعت ،

شرح عقیدہ الطحاویہ / صفحہ رقم 288 / ناشر مکتب الاسلامی ، بیروت ، لبنان ، نویں اشاعت ،

اِمام اُبو حنیفہ رحمہُ اللہ کا ذِکر آیا ہے تو پہلے اُن سے منسوب فقہ کے اِماموں کی بات نقل کرتا چلوں ،

اِمام اُبو جعفر اُحمد بن محمد الطحاوی الحنفی ، رحمہُ اللہ ، تاریخ وفات 321 ہجری

اپنی مشہور و معروف کتاب """ عقیدہ الطحاویہ """ میں کہتے ہیں { { اللہ عرش اور اُس کے عِلاوہ بھی ہر ایک چیز سے غنی ہے اور ہر چیز اُس کے اُحاطہ میں ہے اور وہ ہر چیز سے اُوپر ہے اور اُس کی مخلوق اُس کا اُحاطہ کرنے سے قاصر ہے } } ،

اِمام صدر الدین محمد بن علاء الدین (تاریخ وفات 792 ہجری) رحمہُ اللہ ، جو ابن اُبی العز الحنفی کے نام سے مشہور ہیں ، اِس """ عقیدہ الطحاویہ """ کی شرح میں اِمام الطحاوی رحمہُ اللہ کی اِس مندرجہ بالا بات کی شرح میں لکھتے ہیں کہ { { یہ بات پوری طرح سے ثابت ہے کہ اللہ کی ذات مخلوق سے ملی ہوئی نہیں (بلکہ الگ اور جدا ہے)

اور نہ اللہ نے مخلوقات کو اپنے اندر بنایا ہے } } }،
(یعنی اللہ کا ہر چیز پر محیط ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مخلوقات اُس کے اندر ہیں بلکہ وہ محیط ہے اپنے عِلم کے ذریعے ، اِس کے دلائل ابھی آئیں اِن شاء اللہ تعالیٰ)،
پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق سے جُدا ، بُلند اور اُوپر ہونے کے دلائل میں میں وارد ہونے والی نصوص کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ نصوص تقریباً بیس اقسام میں ہیں ، اور پھر انہی اقسام کو بیان کرتے ہوئے سولہویں قِسم (نمبر 16) کے بیان میں لکھا { { { فرعون نے (بھی) موسیٰ علیہ السلام کی اِس بات کو نہیں مانا تھا کہ اُن کا رب آسمانوں پر ہے اور اِس بات کا مذاق اور اِنکار کرتے ہوئے کہا ﴿يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ O أَسْبَابَ السَّمَاوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلَى إِلَهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا ::: اے ھامان میرے لیے بلند عمارت بناؤ تا کہ میں راستوں تک پہنچ سکوں O آسمان کے راستوں تک ، (اور اُن کے ذریعے اُوپر جا کر) موسیٰ کے معبود کو جھانک کر دیکھ لوں اور بے شک میں اِسے (یعنی موسی کو) جھوٹا سمجھتا ہوں ﴾ سُورت غافر(40) /آیت 36،37) لہذا جو اللہ تعالیٰ کے (اپنی مخلوق سے الگ اور) بُلند ہونے کا اِنکار کرتا ہے وہ فرعونی اور جہمی ہے اور جو اِقرار کرتا ہے وہ موسوی اور محمدی ہے } } } ۔
حوالہ ::: شرح عقیدہ الطحاویہ/صفحہ رقم 287/ناشر مکتب الاسلامی، بیروت ، لبنان، نویں اشاعت،
قارئین کرام ، یہ مذکورہ بالا شدید فتوے میرے نہیں ہیں ، بلکہ امام اَبو حنیفہ رحمہ ُاللہ اور فقہ حنفی کے اِماموں رحمہم اللہ کے ہیں ، لہذا کوئی بھائی یا بہن انہیں پڑھ کر ناراض نہ ہو۔

اِمام مالک ابن اَنس، رحمہ ُاللہ، تاریخ وفات 179 ہجری

مھدی بن جعفر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اِمام مالک بن اَنس رحمہ ُاللہ کے پاس ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا،

""" اے اَبو عبداللہ ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى::: الرحمٰن عرش پر قائم ہوا ﴾ کیسے قائم ہوا؟"""،

اِس سوال پر اِمام مالک رحمہ ُاللہ اتنے غصے میں آئے کہ میں نے اُنہیں کبھی اتنے غصے میں نہیں دیکھا کہ غصے کی شدت سے اِمام صاحب پسینے پسینے ہوگئے، اور اِمام رحمہ ُاللہ بالکل خاموش ہوگئے، لوگ انتظار کرنے لگے کہ اب اِمام صاحب کیا کہیں گے !

کافی دیر کے بعد اِمام رحمہ ُاللہ نے فرمایا {{ (اللہ کا عرش پر) قائم ہونا (یعنی استویٰ فرمانا) اَنجانی خبر نہیں ، اور (اللہ کے اَستویٰ فرمانے کی) کیفیت عقل میں آنے والی نہیں (کیونکہ اُس کی ہمارے پاس اُس کیفیت کے بارے میں کوئی خبر نہیں نہ اللہ کی طرف سے اور نہ ہی اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف سے) اور اِس پر اِیمان لانا فرض ہے، اور اِس کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے، اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تُم گمراہ ہو }}،

پھر اِمام مالک رحمہ ُاللہ نے اُس آدمی کو مسجد (نبوی) سے نکال دینے کا حُکم دِیا اور اُس کو نکال دِیا گیا۔

حوالہ::: اَثبات الصفۃ العلو/روایت 104/مؤلف اِمام موفق الدین عبداللہ بن اَحمد بن قدامہ المقدسی۔

اِمام الذہبی نے کہا کہ یہ قول اِمام مالک سے ثابت ہے ، اِس کے عِلاوہ یہ قول اِمام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اُستاد سے بھی ثابت ہے ،
اِن شاءَ اللہ تابعین کے ذِکر میں ، اُن کا ذِکر کروں گا ۔

 عبداللہ بن نافع رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ اِمام مالک رحمہُ اللہ نے فرمایا { { { اللہ آسمان پر ہے اور اُس کا عِلم ہر جگہ ہے اور اُس کے عِلم سے کوئی چیز خارج نہیں } } }
حوالہ جات ::: أعتقاد اھل السُّنۃ / مؤلف اِمام ھبۃ اللہ اللالکائی ،
التمھید / مؤلف اِمام اَبن عبد البر ۔

اِمام مُحمد بن اِدریس الشافعی ، رحمہُ اللہ ، تاریخ وفات 204 ہجری

 اَبِي شعیب ، اور اَبِي ثور رحمھما اللہ کہتے ہیں کہ اِمام الشافعی رحمہُ اللہ نے فرمایا { { { میں نے اِمام مالک اور اِمام سفیان الثوری اور دیگر تابعین (اِن کا ذِکر اِن شاءَ اللہ آگے آئے گا) کو جِس طرح سُنّت کی جِس بات پر پایا میں بھی اُس پر ہی قائم ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ ::: اِس بات کی شہادت دِی جائے کہ اللہ کے عِلاوہ کوئی سچا اور حقیقی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں ، اور اللہ آسمان سے اُوپر اپنے عرش سے اُوپر ہے ، جیسے چاہتا ہے اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے ، اور جیسے چاہتا ہے دُنیا کے آسمان کی طرف اُترتا ہے } } } اور عقیدے کے دیگر معاملات کا ذِکر کیا ۔
حوالہ ::: اجتماع الجیوش الاسلامیۃ / فصل فی بیان أن العرش فوق السموات و أنّ اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ فوق العرش / مؤلف اِمام ابن القیم الجوزیہ رحمہُ اللہ ، ناشر دار الکتب العلمیہ ، بیروت ، پہلی اشاعت ،

مختصر العلو للعلی الغفار /دلیل رقم 196، مؤلف، محقق، ناشر اور اشاعت کی تفصیل پہلے لکھی جا چکی ہے۔

۞ اِمام أحمد بن حنبل، رحمہُ اللہ، تاریخ وفات 241 ہجری ۞

یوسف بن موسیٰ البغدادی کہتے ہیں کہ، انہیں عبداللہ ابن احمد ابن حنبل رحمہُ اللہ نے بتایا کہ اُن کے والد اِمام أحمد بن حنبل رحمہُ اللہ سے پوچھا گیا، """ کیا اللہ عزّ و جلّ ساتویں آسمان کے اُوپر اپنے عرش سے اُوپر، اپنی تمام مخلوق سے الگ ہے، اور اُسکی قدرت اور عِلم ہر جگہ ہے؟ """،

تو اِمام أحمد بن حنبل رحمہُ اللہ فرمایا { { { جی ہاں اللہ عرش پر ہے اور اُس (کے عِلم) سے کچھ خارج نہیں } } } اِمام العلامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہُ اللہ نے """ اجتماع الجیوش الاسلامیہ """ میں لکھا کہ اِس روایت کو اِمام أبو بکر الخلال رحمہُ اللہ """ السُّنّة """ میں صحیح سند کے ساتھ نقل کیا۔

واضح رہے کہ اس عقیدے کے بارے میں ان ائمہ کرام کی طرف سے صِرف یہی اقوال میسر نہیں، بلکہ اور بھی صحیح ثابت شدہ اقوال ملتے ہیں، میں نے صِرف اختصار کے پیشِ نظر یہ چند ایک اقوال نقل کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں ہی سب قارئین کے لیے کافی کرنے پر مکمل قُدرت رکھتا ہے۔

تابعین اور تبع تابعین کی میں سے چاروں بڑے صاحبِ مذھب اماموں رحمہم اللہ کے فرامین کے بعد اب اِن شاء اللہ دیگر تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کے اقوال پیش کرتا ہوں۔

دیگر تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ جمعیاً کے فرامین

چاروں اماموں رحمہم اللہ کے اقوال کے بعد دیگر تابعین اور تبع تابعین کے اقوال پیش خدمت ہیں ، جس طرح چاروں اماموں کا ذِکر کرتے ہوئےاُن کی تاریخ وفات لکھی تھی اِن شاء اللہ اسی طرح اب جن جن بزرگانء دین کا ذِکر کروں گا اُن کی تاریخ وفات بھی ذِکر کروں گا ، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ میرے وہ بھائی بہن جنہیں دِین کے معاملات سے متعلق ہر ایک سچی اور حق بات سے روکنے اور دور رکھنے کے لیے کچھ مذھبی تاجر انہیں یہ کہتے رہتے ہیں کہ یہ تو فرقہ وھابیہ کی بات ہے جو کہ ایک ڈیڑھ سو سال پہلے نکلا تھا، اور اس دھوکہ دہی کے ذریعے اُن ٹھیک معلومات نہ رکھنے والے اور ان دھوکہ دینے والوں پر اعتماد کرنے والے مسلمانوں کو غلط راہوں پر چلاتے ہیں،

(1) ::: مَسروق بن الاجداع الھمدانی الکوفی رحمہُ اللہ (تابعی ::: تاریخ وفات 62 ہجری)

اِنہوں نے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سُنّتِ رسول علی صاحبہا افضل الصلاۃ و التسلیم کا عِلم حاصل کِیا اور آگے پہنچایا، جب یہ اِیمان والوں کی ماں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو کہا کرتے { { { مجھے صدیق کی بیٹی صدیقہ، اللہ کے حبیب کی حبیبہ ،جِس کی برأت سات آسمانوں کے اُوپر سے ہوئی ، نے بتایا } } } اور پھر حدیث بیان کرتے۔اِمام ابن القیم رحمہُ اللہ نے """ اجتماع الجیوش الاسلامیہ """ میں اِس قول کو صحیح قرار دِیا۔

::: (2) سُفیان الثوری رحمہُ اللہ (تابعی ::: تاریخ وفات 161 ہجری) کہتے ہیں کہ میں ::: (3) ربیعۃ بن أبي عبدالرحمان رحمہُ اللہ (تابعی ::: تاریخ وفات 163 ہجری) کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے اُن سے پوچھا """ رحمٰن عرش پر اَستوا کیسے ہوئے ہے، اِس اِستوا کی کیفیت کیا ہے؟ """،

تو اُنھوں نے جواب دِیا { { { اِستوا کیا ہے یہ سب کو معلوم ہے، اور (اللہ کے) اِس اِستوا کی کفیت کیا ہے یہ ہمیں معلوم نہیں لیکن اِس پر اِیمان لانا فرض ہے اور اِس کفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے } } }

اِمام الذہبی رحمہُ اللّٰہ نے """ العَلو للعلّي الغفار """ میں یہ روایت نقل کی، اور اِمام الالبانی رحمہُ اللہ نے اِس کو صحیح السند قرار دِیا۔

::: (4) ابن عیینہ أبو عمران (تبع تابعی :::تاریخ وفات 198 ہجری) رحمہُ اللہ کہتے ہیں کہ میں، ربیعۃ بن أبي عبدالرحمان رحمہُ اللہ (تابعی :::تاریخ وفات 163 ہجری) کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے اُنہیں پوچھا """ رحمٰن عرش پر استوا کیے ہوئے ہے، اِس استوا کی کیفیت کیا ہے؟ """،

تو اُنھوں نے جواب دِیا { { { استوا کیا ہے یہ سب کو معلوم ہے، اور (اللہ کے) اِس استوا کی کفیت کیا ہے یہ ہمیں معلوم نہیں، اور یہ پیغام اللہ کی طرف سے ہے، اور رسول کے ذمے اسکی تبلیغ تھی (سو وہ اُنھوں نے کر دی) اور ہمارے ذمے اِس کی تصدیق کرنا ہے (جو ہم کرتے ہیں) } } }، اِمام ھبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی أبو منصور تاریخ وفات 418 ہجری نے """أعتقاد أهل السُّنة""" میں صحیح سند کے ساتھ

روایت کیا۔

(5) ::: اِمام مقاتل بن حیّان النبطی أبو بسطام رحمہُ اللہ (تبع تابعی :::تاریخ وفات 150 ہجری)

اللہ کے فرمان ﴿ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا،،،،::: کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمی سرگوشی کریں تو اللہ اُن کے ساتھ چوتھا نہ ہو، اور نہ ہی کبھی پانچ آدمیوں کی سرگوشی ایسی ہوتی ہے کہ اللہ اُن کے ساتھ چھٹا نہ ہو، اور خواہ اس سے کم کی زیادہ کی سرگوشی ہو یا زیادہ کی سرگوشی ہو اللہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے، چاہے لوگ کہیں بھی ہوں اللہ اُن کے ساتھ ہوتا ہے ﴾ (سورت المجادلۃ/آیت 7) کی تفسیر میں،

(6) :::اِمام التفسیر الضحاک بن مزاحم الہلالی رحمہُ اللّہ (تبع تابعی :::تاریخ وفات 106 ہجری) کی طرف سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا { { اللہ اپنے عرش پر ہے اور اُس کا عِلم اُن (یعنی اُس کی مخلوقات) کے ساتھ ہے } } اِمام علامہ قاضی أصبہان أبو أحمد العسال اور اِمام ھبۃ اللہ اللالکائی نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا۔

(7) ::: صدقہ أبن المنتصر کہتے ہیں کہ میں نے سلیمان التیمی (سلیمان بن بلال التیمی تبع تابعی :::تاریخ وفات 172 ہجری) سے کو کہتے ہوئے سنا { { اگر مجھ سے یہ پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے تو میں کہوں گا کہ وہ آسمان پر ہے } } اِمام الذہبی رحمہُ اللہ کی """ مختصر العلو للعلی الغفار """دلیل رقم 114، اِمام الالبانی

رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ (یہ قول) اِمام ھبۃ اللہ اللالکائی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔

(8) ::: الاِمام عبدالرحمٰن بن عَمرو الأوزاعی رحمہُ اللہ (تبع تابعی ::: تاریخ وفات 157 ہجری)

کہتے ہیں کہ { { ہم تابعین کی موجودگی میں بھی یہ ہی کہا کرتے تھے کہ ::: **اللہ عزو جلّ اپنے عرش کے اُوپر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفات سُنّت شریفہ میں وارد ہوئی ہیں ہم اُن پر (بلاتأویل) اِیمان رکھتے ہیں** } }

اِمام البیہقی نے """الأسماء والصفات""" میں اِمام الحاکم کی روایت سے نقل کیا۔

(9) ::: ولید بن مُسلم رحمہُ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اِمام عبدالرحمٰن بن عَمرو الأوزاعی رحمہُ اللہ اور، اِمام مالک بن أنس رحمہُ اللہ (تبع تابعی :::تاریخ وفات 179 ہجری) اور (10) ::: اِمام سُفیان الثوری رحمہُ اللہ (تبع تابعی ::: تاریخ وفات 161 ہجری) اور (11) ::: اِمام اللیث بن سعد الفھمی المصری رحمہُ اللہ (تبع تابعی :::وفات 175 ہجری) رحمھُم اللہ جمعیاً سے اُن أحادیث کے بارے میں پوچھا جِن میں اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا ذِکر ہے تو انہوں نے کہا { { **اِن پر ایسے ہی اِیمان رکھو جیسا کہ أحادیث میں آیا ہے** } }، مختصر العلو للعلی الغفار، اِمام الذہبی رحمہُ اللہ۔

☑☑☑ انہی اِمام الأوزاعی رحمہُ اللہ کا ایک بہت بہترین قول ہے جو کہ اِمام الآجری رحمہُ اللہ نے """الشریعۃ""" میں روایت کیا ہے، گو کہ وہ ہمارے اِس موضوع سے براہِ راست متعلق نہیں لیکن اُس کا ذِکر کرنا اِن شاء اللہ تعالیٰ فائدہ مند ہو گا، اِمام

الأوازعی رحمہُ اللہ نے فرمایا { { تم صحابہ اور تابعین کے آثار (اُن کے أقوال و أفعال) پر قائم رہو خواہ لوگ تمہاری بات کو ٹھکرا دیں ، اور لوگوں کی باتوں سے بچو خواہ وہ اُنہیں کتنا ہی سجائیں بنائیں } } اِمام الالبانی نے کہا اِس قول کی سند صحیح ہے۔

::: (12) اِمام حمّاد بن زید بن درھم البصری رحمہُ اللَّہ (تبع تابعی ::: وفات 179 ہجری)

سلیمان بن حرب رحمہُ اللہ (تبع تابعی ::: تاریخ وفات 224 ہجری) کہتے ہیں کہ میں نے حماد بن زید کو یہ کہتے ہوئے سُنا { { تابعین اور سُنّت کے اِماموں بلکہ صحابہ، اور اللہ اور اُس کے رسول اور تمام اِیمان والوں کا کہنا یہ ہی ہے کہ ، اللہ عز و جل آسمان پر ہے اور اپنے عرش کے اُوپر ہے ، اور اللہ اپنے تمام آسمانوں سے اُوپر اور بلند ہے ، اور وہ دُنیا کے آسمان کی طرف اُترتا ہے ، اور اُن کا یہ کہنا قُرآن و حدیث کے دلائل کی بُنیاد پر ہے ::: جبکہ فرقہ جھمیہ والے یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کے اِس باطل قول سے پاک ہے بلکہ اُس کا عِلم ہر وقت ہمارے ساتھ ہے } } ،العَلو للعلی الغفار، اِمام شمس الدین الذہبی۔

::: (13) اِمام محمد بن اِسحاق بن یسار اِمام المغازی (تبع تابعی :::وفات 150 ہجری)،

سلمہ بن فضل کا کہنا ہے کہ محمد بن اِسحاق نے کہا { { جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں بتایا ہے کہ سب سے پہلے صرف پانی تھا اور اُس کے اوپر اللہ کا عرش تھا اور وہ ذوالجلال والاکرام عرش کے اُوپر تھا، اپنی تمام مخلوق سے بُلند اور اُس کے اوپر کوئی چیز نہ

تھی ، اور اُس کے عِلاوہ کوئی چیز نہ تھی ، پھر اللہ نے روشنی اور اندھیرا بنائے ، پھر دھویں سے ساتوں آسمانوں کی کمان بنائی اور پھر زمین کو بچھایا ، پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن کو آپس میں جوڑا اور اُنکی تکمیل دو دِن میں کی ، اور زمین اور آسمانوں کی تخلیق سے سات دِنوں میں فارغ ہوا ، اور پھر پہلے کی طرح اپنے عرش پر قائم ہو گیا } } } ، العَلو للعَلی الغفار ، اِمام شمس الدین الذہبی ۔

(14) ::: اِلامام المجاھد عبداللہ بن المبارک رحمہُ اللہ (تبع تابعی ::: وفات 181 ہجری) (15) ::: الحافظ المحدّث علی بن حسن بن شقیق رحمہُ اللہ (تبع تابعی ::: وفات 215 ہجری)

کہتے ہیں میں عبداللہ بن المبارک سے پوچھا کہ """ ہم اپنے رب کو کیسے پہچانیں ؟ تو اُنہوں نے جواب دِیا { { { اللہ ساتوں آسمان پر اپنے عرش کے اُوپر ہے ، ہم جہمیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ اللہ ہر جگہ یہاں زمین پر ہے } } } ، الرد علیٰ المریسی ، اِمام الدارمی ۔

(16) ::: اِمام أبو معاذ خالد بن سلیمان البلخی رحمہُ اللہ (تبع تابعی ::: تاریخ وفات 199 ہجری) ،

اِمام عُبید اللہ بن سعید أبو قدامہ السرخسی رحمہُ اللہ کا کہنا کہ انہوں نے (اِمام) أبو معاذ (خالد بن سلیمان رحمہُ اللہ) کو فرغانہ کے مقام پر کہتے ہوئے سنا کہ """ جہم (بن صفوان ، جھمیہ فرقے کا بانی) ترمذ کی گزرگاہ پر تھا اور اُسکی بات چیت بڑی فصاحت والی تھی ، لیکن نہ وہ صاحبِ عِلم تھا اور نہ ہی عِلم والوں کے ساتھ اُسکا اُٹھنا بیٹھنا تھا ، لہذا وہ

لوگوں (کو اپنے راستے پر لانے کے لیے اُن) کے ساتھ چکنی چپڑی باتیں کیا کرتا ، لوگوں نے اُسے کہا ::: جِس رب کی تم عِبادت کرتے ہو ہمیں اُسکی صفات بتاو ::: تو وہ (جہم بن صفوان) اپنے گھر میں داخل ہو گیا اور کئی دِن کے بعد باہر نکلا اور لوگوں کو جواب دِیا کہ :::::: وہ جیسے کہ یہ ہوا ہر چیز کے ساتھ ہے ، اور ہر چیز میں ہے اور کوئی چیز اُس سے خالی نہیں :::::: تو اَبو معاذ نے کہا { { { اللہ کا دشمن جھوٹ بولتا ہے ، اللہ تو اپنے عرش پر ہے جیسا کہ خود اللہ نے اپنے بارے میں بتایا ہے } } } """ ، العلو للعلی الغفار ، اِمام شمس الدین الذہبی ، الاسماء والصفات ، اِمام البیہقی ۔

::: (17) اِمام عبداللہ بن مَسلمۃ بن قعنب معروف ب القعنبی رحمہُ اللہ (وفات 221ھ) ،

بنان بن اَحمد رحمہُ اللہ کہتے ہیں کہ اِمام القعنبی رحمہُ اللہ نے جہمی فرقہ کے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ::: الرحمٰن عَلیٰ العَرش أستولیٰ ::: یعنی ::: رحمٰن عرش پر قابض ہوا ::: تو اِمام القعنبی نے کہا { { { جو اِس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ رحمٰن عرش پر قائم ہے ، جیسا کہ اب عام لوگ اِس پر یقین نہیں رکھتے تو ایسا کرنے والا جہمی ہے } } } ، العلو للعلی الغفار ، اِمام شمس الدین الذہبی ۔

::: (18) اِمام اَبو بکر عبداللہ بن الزبیر الحمیدی مفتی اھل مکہ رحمہُ اللہ (وفات 179 ہجری) ،

بشر بن موسیٰ رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ الحمیدی نے کہا { { { ہم سُنّت کے اُصولوں کو جِس طرح پاتے ہیں اُن پر اُسی طرح قائم ہیں اور وہ یوں ہیں کہ ،، قُرآن و حدیث میں جو کچھ آیا ہے ہم نہ تو اُس میں کوئی کم بیشی کرتے ہیں اور نہ ہی اُس کی کوئی تفسیر کرتے

ہیں، قُرآن و سُنّت جہاں رکتے ہیں ہم بھی وہیں رکتے ہیں، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ رحمٰن اپنے عرش کے اُوپر قائم ہے اور جو ایسا نہیں سمجھتا وہ باطل پرست جہمی ہے

} } }، مفصل الاعتقاد، شیخ الاسلام ابن تیمیہ،

::: (19) اِمام الری ہشام بن عبید اللہ الرازی الحنفی رحمہُ اللہ (وفات 179 ہجری)،

علی بن حسن بن یزید السلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ """ ایک آدمی کو جہمی عقائد کا حامل ہونے کی وجہ سے توبہ کرنے کی مہلت دیتے ہوئے قید کیا گیا، جب یہ پتہ چلا کہ اس نے توبہ کر لی ہے تو ہشام بن عبید اللہ اُمتحان لینے کے لیے اُسکے پاس گئے اور پوچھا { { { کیا تو اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ اپنے عرش کے اُوپر اپنی تمام مخلوق سے جُدا اور الگ ہے } } }،

تو اُس جہمی نے جواب دِیا """ میں نہیں جانتا کہ اللہ کا اپنی مخلوق سے الگ ہونا کیا ہے ؟ """، تو اِمام ہشام رحمہُ اللہ نے کہا { { { اِسے واپس قید میں ڈال دو اِس نے ابھی تک توبہ نہیں کی } } }۔

::: (20) اِمام مُحمد بن مُصعب العابد شیخ بغداد رحمہُ اللہ (وفات 228 ہجری)،

اُبو الحسن محمد بن العطار رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے محمد بن مصعب العابد رحمہُ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ { { { اے اللہ جو یہ سمجھتا ہے کہ تو آخرت میں نہ بات کرے گا اور نہ دکھائی دے گا تو وہ صفات کا کافر ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ساتوں آسمانوں سے اُوپر اپنے عرش کے اُوپر ہے، نہ کہ اُس طرح ہے جیسے کہ تیرے زندیق دشمن کہتے ہیں

(کہ تو ہر جگہ موجود ہے) } } } ، السُّنة، عبداللہ بن أحمد بن حنبل، تاریخ البغداد، اِمام الخطیب البغدادی۔

::: (21) اِمام التفسیر حافظ سُنید بن داوٗد المصیصی رحمہُ اللہ (وفات 226 ہجری) أبو حاتم الرازی، أبو عمران الطرسوسی سے روایت کرتے ہیں کہ اِن أبو عمران نے اِمام سُنید بن داوٗد سے پوچھا """ کیا اللہ عز و جلّ اپنے عرش کے اُوپر اپنی تمام مخلوق سے الگ اور جُدا ہے ؟ """ تو اِمام سُنید بن داوٗد نے کہا { { { جی ہاں } } } ، العَلو للعَلی الغفار، اِمام شمس الدین الذہبی۔

::: (22) اِمام قتیبة بن سعید، شیخِ خراسان رحمہُ اللہ (وفات 240 ہجری)،

أبو العباس السراج کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے قتیبة بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ { { { ہم جانتے ہیں کہ ہمارا رب ساتویں آسمان پر اپنے عرش کے اُوپر ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہُ نے خود فرمایا ہے ،الرحمٰن عَلیٰ العَرش أستویٰ::: رحمٰن عرش پر قائم ہے اور یہ قول اسلام اور اہل سُنّت و الجماعت کے اِماموں کا ہے } } }، العَلو للعَلی الغفار، اِمام شمس الدین الذہبی۔

::: (23) اِمام المحدثین اِمام علی بن المدینی رحمہُ اللہ (وفات 234 ہجری)

محمد بن الحارث رحمہُ اللہ کہتے ہیں کہ اِمام علی بن المدینی رحمہُ اللہ سے پوچھا گیا """ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اہلِ جماعت کا کیا قول ہے ؟ """،

تو اُنہوں نے جواب دِیا کہ { { { اہلِ جماعت اِس پر اِیمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بات بھی کرے گا اور دِکھائی بھی دے گا، اور بلا شک و شبہ یہ کہ اللہ عزّ و جلّ آسمانوں کے اُوپر اپنے عرش پر قائم ہیں } } }، سابقہ حوالہ۔

::: (24) اِمام اِسحاق بن راھویہ رحمہُ اللہ (وفات 238 ہجری)،

حرب بن اِسماعیل الکرمانی رحمہُ اللہ کا کہنا کہ میں نے اِسحاق بن راھویہ رحمہُ اللہ سے پوچھا کہ """ اللہ کے قول ﴿ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ::: کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو، یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے اندر چھٹا اللہ نہ ہو خفیہ بات کرنے والا خواہ اِس سے کم ہوں یا زیادہ، جہاں کہیں بھی وہ ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر قیامت کے روز وہ ان کو بتا دے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے ﴾ کی تفسیر ہم کیسے بیان کریں؟ """ تو اُنہوں نے جواب دِیا کہ (اس کی تفسیر یہ ہے کہ) { { { تم جہاں بھی ہو وہ تمہاری شہ رگ سے زیادہ تمہارے قریب ہے ، اور وہ اپنی تمام مخلوق سے جُدا اور الگ ہے ، اور پھر عبداللہ بن المبارک کا قول ذِکر کیا کہ """ اللہ اپنے عرش پر ہے اپنی تمام مخلوق سے الگ اور جُدا، اور اِس مسئلے میں سب سے واضح ترین دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿ الرحمٰنُ عَلىٰ العرشِ أستوىٰ ::: رحمٰن عرش پر قائم ہے ﴾ } } }، السُّنۃ ، اِمام أبو بکر الخلال۔

::: (25) اِمام اِسماعیل بن یحییٰ المُزنی رحمہُ اللہ (وفات 264 ہجری)

علی بن عبداللہ الحلوانی کا کہنا ہے کہ ہم نے ابا اِبراہیم المُزنی رحمہُ اللہ کو سوالیہ خط لکھا، جِس کے جواب میں اللہ کی حمد و ثناء اور عقیدے کی باتیں لکھتے ہوئے اُنہوں لکھا { { {

اللہ کی نہ کوئی تشبیہ ہے نہ کوئی برابری والا ، اور وہ سننے والا ، دیکھنے والا ، عِلم والا اور جاننے والا ہے ، اور اپنے عرش پر بلند ہے اور اپنے عِلم سے اپنی تمام مخلوق کو جانتا ہے ، اور قُرآن اللہ کی طرف سے اللہ کا کلام ہے اللہ کی مخلوق نہیں ہے ، اللہ کے کلمات اللہ کی مخلوق نہیں ہیں ، اور ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے ، اور نہ ہی ہمارے رب میں کوئی کمی ہے یا تھی کہ ہم اُسے پورا کریں ، اُسکی صفات مخلوق کی صفات کی مشابہت سے پاک ہیں ، اور وہ اپنے عرش پر اپنی تمام مخلوق سے جُدا الگ اور بلند ہے ،،،،،، } } } ،

::::::: محمد بن أسماعیل الترمذی کا کہنا کہ اُنہوں نے اِمام المزنی رحمہُ اللہ سے سنا کہ } } } کِسی کی توحید اُس وقت تک درست نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ یہ جان اور مان نہ لے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ اپنے عرش کے اُوپر ہے } } } ،

تو میں نے پوچھا """ مثلاً کون سی صفات ؟ """ ،

تو اُنہوں نے کہا } } } سننے ، دیکھنے ، عِلم رکھنے ، خبر رکھنے کی صفات اور دیگر (جو بھی صفات اللہ نے اپنی یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے رب کی بیان کی ہیں وہ سب صفات) } } } ، تاریخ أصبھان ، اِمام ابن مندہ ۔

::: (26) الاِمام الحافظ محدث الشرق محمد بن اِسحاق ابن مندہ رحمہُ اللہ (وفات 395 ہجری) کا کہنا ہے } } } اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ جانا پہچانا ہوا ہے غیر معروف نہیں ، اور اس طرح موجود ہے کہ اُس کو محسوس نہیں کیا جا سکتا ، اور وہ اپنی صفات کے ذریعے اِتنا قریب ہے گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے لیکن (نگاہوں سے) اُس کا أحاطہ نہیں کیا جا سکتا ، وہ قریب ہے لیکن اپنی مخلوق میں سے کِسی کے ساتھ جُڑا ہوا

نہیں ، اور وہ دُور ہے اِس طرح کہ کِسی سے ہٹا ہوا نہیں ، (یعنی اس طرح کہ سب ہی کچھ) دیکھتا اور سُنتا ہے اور سب سے بُلند ہے اور اپنے عرش پر قائم ہے ، پس (اِیمان والے) دِل اُسے جانتے ہیں ، لیکن ، عقل اُس کی کیفیت نہیں جان سکتی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے } } } ، العَلو للعَلی الغفار ، اِمام شمس الدین الذہبی ۔

::: (27) اِمام حافظ العصر عبید اللہ بن عبدالکریم اُبو زرعہ الرازی رحمہُ اللہ (وفات 264 ہجری) محمد بن اِبراہیم الاَصبہانی رحمہُ اللہ کا کہنا ہے کہ اُبو زرعہ رحمہُ اللہ سے ﴿ الرحمٰنُ عَلیٰ العَرشِ أستویٰ ﴾ کی تفسیر پوچھی گئی تو اُن کو غصہ آگیا اور اُنہوں نے کہا { { { اِس کی تفسیر بالکل ویسے ہی ہے جیسا کہ تُم اِسے پڑھتے ہو ، اللہ اپنے عرش کے اُوپر ہے اور اِسکا عِلم ہر جگہ ہے ، اور جو اِس کے عِلاوہ کچھ اور کہتا ہے تو اُس پر اللہ کی لعنت ہو } } } ، العلو للعلی الغفار ، اِمام شمس الدین الذہبی ۔

::: (28) اِلامام الحافظ عثمان بن سعید الدارمی رحمہُ اللہ (وفات 280 ہجری) ، اپنی کتاب """ النقض علیٰ بشر المریسی """ میں لکھتے ہیں { { { مسلمانوں کا اِس بات پر اِتفاق ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں سے اُوپر اپنے عرش کے اُوپر ہے } } } ، اور لکھا { { { بے شک اللہ عرش کے اُوپر ہے اور وہ عرش کے اُوپر سے سُنتا ہے ، اُس کی مخلوق میں سے کِسی کی سرسراہٹ بھی اُس سے چھپی نہیں رہتی ، اور نہ کوئی چیز مخلوق کو اللہ سے چھپا سکتی ہے } } } ،

::: (29) اِمام اُبو زکریا یحییٰ بن عمار السجستانی رحمہُ اللہ (وفات 422 ہجری) ، اپنی مُختصر کتاب میں لکھا { { { ہم فرقہ جہمیہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ ، اللہ تعالیٰ ہر

جگہ موجود ہے اور ہر چیز کے ساتھ جُڑا ہوا ہے پس ہم نہیں جانتے (کہ کِس وقت) وہ کہاں ہے ؟ ،

بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ """ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے عرش کے اُوپر ہے اور اُس کا عِلم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور اُسکا عِلم اور سماعت اور بصارت ہر چیز کو جانتی ہیں اور ہر چیز پر حاوی ہیں ، اور یہ ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿،،،، وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ::: اور وہ تُم لوگ جہاں کہیں بھی ہو اللہ تُم لوگوں کے ساتھ ہے ، اور جو کچھ تُم لوگ کرتے ہو اللہ وہ دیکھتا ہے﴾ کا معنیٰ ہے اور ہم یہ ہی کہتے ہیں کیونکہ یہ ہی بات اللہ اور اُسکے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے کہی ہے }}} ، کتاب العرش ، امام شمس الدین الذھبی ، اجتماع جیوش الاسلامیہ ، امام ابن القیم الجوزیہ۔

::: (30) شیخ الصوفیہ أبو منصور معمر بن زیاد بن أحمد رحمہُ اللہ (وفات 395 ہجری) ،

أبی القاسم الطبرانی سے روایت ہے کہ اِمام معمر بن زیاد رحمہُ اللہ نے کہا {{{ میں اپنے ساتھیوں کو اِس بات کی وصیت کرتا ہوں جو کہ سُنّت میں ہے اور جِس پر اہلِ حدیث اور اہلِ تصوف و معرفت کا اِتفاق ہے اور وہ یہ ہے کہ ؛ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر قائم ہے اور اِس (صفت) کی کیفیت ہم نہیں جانتے ، لہٰذا نہ تو اِسے کِسی سے تشبیہہ دیتے ہیں اور نہ ہی اِسکی کوئی تاؤیل کرتے ہیں ، کیونکہ قائم ہونا سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن اللہ کے لیے اِسکی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ، اور یہ کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے جدا اور الگ ہے اور اُسکی تمام مخلوق اُس سے جدا اور الگ ہے ، پس خالق اور مخلوق میں نہ کوئی حلول ہے ، نہ اِک دُوجے کے ساتھ لگنا ہے اور نہ ہی اِک دُوجے

سے جُڑنا ہے، اور اللہ سُنتا ہے، دیکھتا ہے، عِلم رکھتا ہے، سب کچھ جانتا ہے، بات کرتا ہے، خوش ہوتا ہے ناراض ہوتا ہے، پسند کرتا ہے، ہنستا ہے، اور قیامت والے دِن اپنے بندوں کے سامنے مُسکراتا ہوا آئے گا، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے نزول (یا کِسی بھی صفت) کا اِنکار کرے وہ گمراہ اور بدعتی ہے } } }، العَلو للعَلی الغفار ،اِمام شمس الدین الذہبی۔

اس عقیدے کی توثیق کے بارے میں ائمہ کرام رحمہم اللہ کے تو اتنے فرامین ہیں کہ ایک اگر سب ہی کو نقل کرنے لگوں تو ایک اچھی خاصی موٹی کتاب بن جائے، لیکن قارئین کرام کی ذہنی و قلبی حاضری برقرار رکھنے کے لیے میں صرف ایک اور عظیم القدر اور معروف اِمام صاحب رحمہُ اللہ کے دو قول ذِکر کرتے ہوئے """ اقوالِ ائمہ """ کا باب بند کروں گا، اور اِن شاء اللہ اُس کے بعد شکوک و شُبہات کے جوابات کا باب کھولوں گا،

::: (31) الإمام الحافظ أحمد بن عبداللہ بن أحمد أبو نعیم الأصبھانی رحمہُ اللہ (وفات 430 ہجری)،

اپنی کتاب """ الأعتقاد """ میں لکھتے ہیں { { ہمارا راستہ وہ ہی جو سلف (الصالح ، یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم ، تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) کا تھا یعنی کتاب اور سُنّت اور اجماعِ اُمت والا راستہ ، اور اُن کا عقیدہ یہ ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ اُس طرح ہی مکمل ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ سے تھا، اُس کی صفات میں نہ کوئی کمی ہے اور نہ ہی کوئی تبدیلی ، ہمیشہ کی طرح وہ اپنے عِلم کے ساتھ عالِم ہے ، اپنی بصارت کے ساتھ

بصیر ہے، اپنی سماعت کے ساتھ سمیع ہے، بات کرتے ہوئے بولتا ہے، پھر وہ ہر چیز کو عدم سے وجود میں لایا، اور یہ کہ قُرآن اور اللہ کی طرف سے نازل کردہ تمام کتابیں اللہ کا کلام ہیں، اور اللہ کا کلام اُس کی مخلوق نہیں ہے، اور یہ کہ قُرآن ہر لحاظ سے یعنی پڑھے جانے، سُنے جانے، محفوظ حالت میں، لکھی ہوئی حالت میں، لپٹی ہوئی حالت میں، ہر لحاظ سے اللہ کا کلام ہے، حقیقی طور پر نہ کہ کوئی حکایت ہے اور نہ ہے کوئی تأویل، اور جب ہم اُسے پڑھتے ہیں تو وہ ہمارے اِلفاظ میں بھی اللہ کا کلام ہی ہیں اور اور غیر مخلوق ہی ہیں، اور (قُرآن کو مخلوق قرار دینے کے لیے)الفاظ کا فلسفہ فرقہ جہمیہ کی طرف سے آیا ہے اور یہ کہ جو قُران کو کِسی بھی لحاظ سے کِسی بھی طور مخلوق کہتا ہے وہ سلف الصالح (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) کے نزدیک جہمی ہے اور جہمی کو سلف (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) کافر جانتے تھے } } }،

سلف الصالح (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) کے عقائد کو بیان کرتے ہوئے اِمام أبو نعیم الاصبھانی رحمہُ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ { { { اور وہ اُن تمام أحادیث پر یقین رکھتے تھے اور اُن کو بیان کیا کرتے تھے جِن أحادیث میں عرش کا ہونا ثابت ہے اور اللہ کا عرش کے اُوپر قائم ہونا ثابت ہے، اور وہ اللہ کے عرش پر قائم ہونے کو بغیر کِسی کیفیت کے مانتے تھے اور اِس کو ثابت کرتے تھے، اور یہ عقیدہ رکھتے تھے اللہ اپنی تمام سے الگ اور جدا ہے اور اُسکی تمام مخلوق اُس سے الگ اور جدا ہے، نہ تو وہ کِسی کے ساتھ جُڑتا ہے اور نہ ہی کِسی میں حل ہوتا ہے، اور وہ اپنے آسمانوں سے اُوپر

اپنے عرش پر قائم ہے } } } ،

اِمام اَبو نعیم الاصبہانی رحمہُ اللہ نے اِن تمام باتوں پر سلف الصالح (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) کا متفق ہونے کا ذِکر کیا اِسی لیے میں اِس بات کو سب سے آخر میں لایا ہوں ،

اور اس لیے بھی کہ ہو سکتا ہے کِسی پڑھنے والے کے دِل میں یہی خیال آئے کہ جِن بزرگوں کے اَقوال میں نے ذِکر کیے ہیں اُن میں سے حدیث کے معروف اِماموں میں سے کوئی بھی نہیں تو عرض یہ ہے کہ تمام تر ائمہ حدیث کی کتابوں میں وہ تمام احادیث موجود ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے کو ثابت کرتی ہیں ،

اِن اِماموں کا اپنی کتابوں میں اِن اَحادیث کو موضوع کے مطابق عنوان بنا کر ذِکر کرنا محض پنساری کی طرح جڑی بوٹیاں ڈھیر کرنا نہیں ہے جیسا کہ اَکثر مذھبی تاجر لوگوں کو اپنے تقلیدی دھندے میں پھانسنے اور پھانسے رکھنے کے لیے کہتے ہیں ، بلکہ اُنکی فقہ اور عقیدے کا اَظہار ہے کہ جیسے اُنہوں نے اپنی کتابوں میں مختلف عنوان مقرر کر کے اُن عناوین کے مطابق اَحادیث لکھی ہیں اُس سے اُنکی فقہ کی گہرائی اور وسعت کا ہر اَچھی عقل کو صاف پتہ چلتا ہے ، بہر حال اِس وقت میری گفتگو کا موضوع یہ نہیں ،اِس کے بارے میں اِن شاء اللہ پھر کسی وقت بات کروں گا ،

یہاں تک سلف الصالح (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ) کے اَقوال ذِکر کرنے کے بعد اب اِن شاء اللہ اپنے اِس موضوع کے بارے میں پائے جانے والے فلسفیانہ اور منطقی شبہات کا جواب دیتا ہوں ۔

شکوک و شبہات

اللہ تبارک و تعالیٰ کو ہر جگہ موجود کہنے والوں اور اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی دیگر صِفات کی تاؤیل یا اُن کا اِنکار کرنے والوں کا سب بڑا مسئلہ قُرآن کو سمجھنے کے لیے منطق ، فلسفہ ، صرف لُغت ، اپنی آراء اور سابقہ اُمتوں کی کہانیوں وغیرہ کو اپنانا ہے میں نے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ::: (ہم نے پہلے رسولوں کو بھی) روشن دلائل اور کتابیں (دے کر بھیجا، اور) ہم نے یہ ذِکر (قُرآن) آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کی طرف جو نازل کیا گیا ہے آپ اُسے صاف کھول کھول کر بیان فرما دیں،،، شاید کہ وہ غور و فکر کریں﴾ سُورت النحل (16) /آیت 44، ذِکر کیا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور أحکامات کے بیان و تفسیر کی ذمہ داری اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو دی ہے اور اپنا کلام رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی طرف نازل کرنے کا سبب ہی یہ بتایا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اُس کو بیان کریں ، اور یہ اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ ہمیشہ اپنے رسولوں کے ذریعے ہی اپنے أحکام کو نازل کیا ہے تاکہ اُن کی تفسیر و بیان اللہ کے رسول کریں اور اپنی اپنی قوم کو سمجھائیں ، اور ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم تمام أقوام کی طرف بھیجے گئے اور آخری پیغام کے ساتھ بھیجے گئے پس قُرآن کو سمجھنے کے لیے ہمیں صرف قُرآن اور صحیح حدیث تک ہی محدود رہنا چاہیئے ، اور أحادیث کی تفسیر اور شرح کے لیے صحابہ رضی اللہ عنہم أجمعین

کے اُقوال واَفعال تک ،

جب مسلمانوں نے اِن ذرائع کو ترک کر دِیا اور قُرآن و سُنّت کو اپنی اپنی عقل اور اپنے اپنے مزاج ، اور منطق ، فلسفہ ، اور محض لغت کے قواعد (گرائمر) کے مطابق سمجھنا اور سمجھانا شروع کیا تو اِس قِسم کے باطل عقائد دِلوں اور ذہنوں میں دِاخل ہوئے اور پھر اِن لوگوں پر اللہ اور اہل اِیمان کے ازلی دُشمن ، اللہ کی لعنت پائے ہوئے شیطان کی مہربانی سے وقتاً فوقتاً اِن باطل عقائد کو طرح طرح کی نئی فلسفیانہ گرہیں لگتی رہی ہیں ، اور لگتی رہتی ہیں ، کیونکہ یہ اُس کا کام ہے جِس کے لیے اُس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک مہلت مانگ رکھی ہے ، پس اُمت طرح طرح کے شبہات و شکوک کا شکار ہوتی گئی ، الحمدُ للہ کہ جِس نے اپنے دِین کی حفاظت کے لیے ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کیے جو باطل کو باطل ثابت کرتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ حق کو حق ثابت کرتے ہیں ، اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایسا ہی کریں گے کیونکہ اپنے نازل کردہ کلام کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے لی ہے ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ::: بے شک ہم نے ہی یہ ذِکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں ﴾ سُورت الحجر (15)/آیت 9،

اور حق کو حق کہنے والوں کی ہمیشہ موجودگی کی ضمانت اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے دی ہے ﴿ لاَيَزَالُ مِنْ أُمَّتِى أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ ، لاَ يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلاَ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ ﴾ اِس سے ملتی جلتی کئی اَحادیث ہیں جِن کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ ﴿ میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہے گا جو حق کے

ساتھ ظاہر ہو گا اور حق کے لیے لڑتا رہے گا ، اور اُن کی مخالفت کرنے والے اُنہیں قیامت تک جھکا نہیں سکیں گے ﴾ صحیح البُخاری /کتاب الاعتصام بالکتاب و السُنّۃ /باب 10 ، صحیح مُسلم /کتاب الامارۃ/ باب 53 ،

پس ہم اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے مقرر کردہ منہج پر قائم رہتے ہوئے ہی اللہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کے فرامین کو سمجھتے ہیں اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں ،

علم الکلام ، منطق اور فلسفہ زدہ باتوں کی دینی مسائل میں کوئی وقعت نہیں ہوتی لیکن چونکہ ایسی باتیں اکثر شیطان کے لیے مؤثر جھانسے کا کام دیتی ہیں ، لہذا اس اندازء کلام کے پہلو سے اتمام حجت کے لیے میں اُن شکوک و شبہات کا جواب بھی دے رہا ہوں جو شکوک و شبہات ہمارے اس موضوع سے متعلق پھیلائے تے ہیں ،

ہمارے اِس وقت زیرِ مطالعہ موضوع کے بارے میں جو شبہات عام طور پر ذھنوں میں پائے جاتے ہیں اُن کا شکار ہونے والے لوگ اُن شبہات کا اِظہار کچھ اِن اِلفاظ میں کرتے ہیں :::

☜☜☜ (1) کہتے ہیں """ اللہ کو اُوپر (یعنی عرش) پر مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے مکان (یعنی کوئی جگہ) ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ کفر ہے """ ۔

گو کہ کفر کے اِس فتوے کی اُنکے پاس کوئی دلیل نہیں سوائے منطق اور فلسفہ زدہ باتوں کے ، لیکن بُرا ہو جہالت پر مبنی اِس ضد اور تعصب کا کہ جو اپنے کلمہ گو مسلمان بھائی بہنوں کو کافر کہلوا دیتا ہے ،

(2) اور کہا جاتا ہے کہ """ اللہ کو عرش سے اوپر ماننے سے اللہ کے لیے ایک سمت کا تعین ہو جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کو ایک سمت میں مان لیا جائے تو باقی سمتیں اُس سے غائب ہو جاتی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے شان شایان نہیں بلکہ اللہ کے فرمان ﴿أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ::: بے شک اللہ ہر چیز کا اَحاطہ کیے ہوئے ہے﴾ سُورت فُصلت (41)/آیت 54، کے خلاف ہے """۔

یہ فلسفہ بھی ان کی جہالت کی دلیل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز کو احاطہ کرنے کو معاذ اللہ، چیزوں کو اللہ پاک کے وجود میں، یا اُس کے وجود پاک کے ساتھ متصل ہونا سمجھتے ہیں، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی صِفات کی اپنی ذاتی سوچوں کی بنا پر تاویل کرتے کرتے اُن کی تعطیل کرتے ہوئے اُن کے انکار کا شکار ہو جاتے ہیں، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ،

(3) اور کہا جاتا ہے کہ """ اِس طرح اللہ کی مخلوق سے مُشابہت ہو جاتی ہے اور یہ جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ::: اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں﴾ سُورت الشُوریٰ (42)/آیت 11 """۔

اس آیت مبارکہ کو بھی اپنی ذاتی فِکر کے مطابق سمجھنے والوں نے اس کے دُوسرے حصے کی طرف کوئی توجہ کیے بغیر اپنی ذاتی سوچوں اور جہالت زدہ قران فہمی کی بنا پر سمجھا اور حقیقت کے بر عکس مفہوم لے کر اس کی ضد کرنے لگے،

سابقہ صفحات میں اِن شبہات کے باطل ہونے کے اَتنے دلائل ذِکر کیے جا چکے ہیں جو اِن شاء اللہ کافی سے بھی زیادہ ہیں لیکن پھر بھی اُن دِلوں اور دِماغوں کے لیے جو عِلم

الکلام، منطق اور فلسفہ وغیرہ کے جھانسے میں حق سے دُور ہیں اور حق کو پرکھنے کے لیے ان چیزوں کو کسوٹی بناتے ہیں، ایسے دِلوں اور دِماغوں کے لیے اب اِن شاء اللہ اِن مذکورہ بالا شکوک و شبہات کا کچھ منطقیانہ اور فلسفیانہ جواب دیتا ہوں تاکہ قارئین کرام پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اُس کی رضا کے ساتھ اِن شبہات کی حقیقت بالکل واضح ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان شکوک و شبہات کے چُنگل سے آزاد فرما کر حق قُبول کرنے والوں میں سے بنا دے۔

شکوک و شبہات کا جواب

سابقہ حصہ میں جِن شکوک و شبہات کا ذِکر کیا گیا اُن میں سے پہلا شبہ یہ ہے کہ:::

(1) کہتے ہیں """ اللہ کو اُوپر (یعنی عرش) پر مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے مکان (یعنی کوئی جگہ) ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ کفر ہے """۔

گو کہ کفر کے اِس فتوے کی فتویٰ دینے والوں کے پاس قُرآن و حدیث سے کوئی دلیل نہیں، جی ہاں اُن کے دلائل فقط منطق اور فلسفہ زدہ باتیں ہیں، اِن باتوں پر اُن کے اعتماد کی وجہ صرف یہ ہی کہ اُنہوں نے قُرآن و حدیث کو اپنی عقل اور مزاج کے مطابق سمجھا، چند تراجم اور کچھ گمراہ کُن تشریحات پڑھ کر خود کو قران اور حدیث پر حُکم لگانے والے سمجھ بیٹھے، پس گُمراہ ہوئے اور گمراہی کا ذریعہ بنے،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دِین کو اُسی طرح سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے جِس طرح اُس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم پر نازل کیا اور اُسی پر ہمارا عمل ہو اور اُسی پر ہمارا خاتمہ ہو۔

::: پہلے شک کا جواب :::

☜☜☜ اپنے جواب کا آغاز کرتے ہوئے میں اُوپر بیان کیے گئے فتویٰ دینے والوں سے یا اِس فتویٰ کو درست ماننے والوں سے چند سوالات کرتا ہوں ،

بتایئے کہ مکان یعنی جگہ کوئی موجود یعنی وجود والی چیز ہے یا معدوم یعنی بلا وجود ؟

اگر آپ کہیں کہ معدوم ہے تو میں کہتا ہوں کہ """ جِس چیز کا وجود ہی نہیں تو پھر وہ اللہ کے لیے یا کِسی اور کے لیے ثابت کہاں سے ہو گئی ؟ """ ،

اور اگر آپ یہ کہیں کہ مکان یعنی جگہ وجود والی چیز ہے تو میرا سوال ہے کہ """ کیا اِسکا وجود ازلی ہے یا اِسے عدم سے وجود میں لایا گیا ؟ """ ،

اگر آپکا جواب ہو کہ """ ازلی ہے """ ، تو آپ نے اِسے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دِیا ، کیونکہ اللہ ہی اکیلا ہے جو ازل سے ہے اور اَبد الابد تک رہے گا ،

اور اگر آپ یہ کہیں کہ مکان یعنی جگہ کو عدم سے وجود میں لایا گیا (اور درست بھی یہی ہے) ،

تو میرا سوال ہے کہ """ کیا آپ اِسے مخلوق مانتے ؟ """ ،

اگر آپ کہیں """ نہیں """ ،

تو آپ نے پھر اِسے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دِیا کیونکہ اللہ ہی اکیلا خالق ہے اور اُس کے اور اُس کی صفات کے عِلاوہ جو کچھ بھی ہے وہ اُس کی مخلوق ہے ، حتیٰ کہ ہر وہ چیز بھی جو اللہ کے مقرر کردہ طریقوں پر ذاتی حد تک یا نسل در نسل خود بڑھتی پھلتی پھولتی نظر آتی ہے وہ بھی بلا شک و شبہ اللہ کی مخلوق ہے ، کہیں کوئی ایسی چیز نہ تھی اور نہ ہے اور نہ ہی

ہو سکتی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق نہ ہو، پس پوری ہی کائنات پر خالق اور مخلوق کے علاوہ کوئی تیسری تقسیم وارد نہیں ہو سکتی،

اور اگر آپ کہیں کہ ""ہاں مکان یعنی جگہ مخلوق ہے"" (اور درست بھی یہی ہے) ، تو میرا سوال ہے کہ """آپ اور میں اور جو کچھ ہم دیکھتے ہیں سب کِسی نہ کِسی مکان یعنی جگہ میں ہیں یعنی وجود در وجود ہیں اور سب ہی مخلوق ہیں، اور کِسی بھی مخلوق کے موجود باوجود ہونے کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ مکان رکھتی ہو، پس یہ زمین جِس پر ہم ہیں ایک مخلوق ہے اور اپنے وجود میں ایک وجود میں موجود ہے، اور جِس وجود میں یہ باوجود ہے وہ وجود ایک مکان ہے جو کہ مخلوق ہے، اب میرا سوال یہ ہے کہ اِس مخلوق مکان کے بعد کوئی اور مخلوق ہے یا نہیں ؟ """،

اگر آپ کہیں کہ نہیں تو یہ ایسی بات ہے جِس کو آپ خود بھی جھوٹ مانیں گے، اور اگر کہیں کہ """ہاں آسمان ہے"""، (اور درست بھی یہی ہے)،

لہذا میں آپ کے اِس جواب سے اتفاق کرتا ہوں اور یقیناً آپ بھی اِس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس آسمان کے بعد دوسرا آسمان، پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں پھر چھٹا اور پھر سب سے آخر میں ساتواں آسمان ہے،

تو میں پوچھتا ہوں کہ """یہ ساتوں آسمان کِسی مکان میں موجود ہیں یا بلا مکان ؟ """

اگر آپ یہ کہیں کہ بلا مکان تو یہ بات سراسر غلط ہوئی کیونکہ اِس طرح آپ اُن کے معدوم ہونے کا اِقرار کر رہے ہیں، کیونکہ ہر مخلوق کے موجود باوجود ہونے کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہے کوئی مخلوق موجود باوجود نہیں ہو سکتی جب تک کہ اُس کے

وجود کے لیے مکان نہ ہو ، جیسا کہ میں نے اُوپر بیان کیا ، لہٰذا آپ کو یہ ماننا ہی پڑے گا کہ """ہاں ساتوں آسمان موجود ہیں """۔

تو پھر میرا سوال ہے کہ """ یہ ساتوں آسمان جِس مکان میں موجود ہیں اُس کا نام کیا ہے ؟ """،

شاید آپ کہیں """ اُس مکان کا نام ہے، خلاء """،

تو یہ ایسی بات ہے جو کہ اُوپر بیان کئی گئی باتوں کے خلاف ہے کیونکہ """ خلاء """ کا معنی ہے """خالی، جہاں کچھ نہ ہو """،

اب تو علوم الفلکیات والے بھی جدید تحقیقات میں یہ کہتے ہیں کہ آسمانوں میں جس جگہ کو """ خلاء ، Space""" کہا جاتا ہے وہ خِلاء نہیں بلکہ وہاں بھی کچھ فاصلے پر ایسے اجسام پائے جاتے ہیں جو اُس جگہ کو ایک مادے کی شکل دیتے ہیں ،

پس """خِلاء یعنی جہاں کچھ بھی نہ ہو """ اُس کا کوئی وجود ہو نہیں سکتا لہٰذا بلا شک و شبہ ایسی چیز کو معدوم ہی کہا جائے گا موجود نہیں اور جب موجود نہیں تو مکان نہیں اور مکان نہیں تو اُس میں کِسی وجود کا موجود ہونا ممکن نہیں ،

اور اگر آپ یہ کہیں کہ """ یہ ساتوں آسمان جِس مکان میں موجود ہیں اُسے کائنات کہتے ہیں """،

تو پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ """ کیا اِن ساتوں آسمانوں کے اُوپر بھی کوئی چیز ہے یا کائنات ختم ہو گئی ؟ """،

ممکن ہے کہ آپ لوگوں کی خود ساختہ، مَن گھڑت روایت کی بنا پر یہ کہیں کہ """جی

ہاں وہاں کروبیین فرشتے ہیں """،

اگر ایسا ہے تو میں وقتی طور پر آپ کی یہ بات مان کر یہ سوال کروں گا کہ """ اِن نام نہاد کروبیین فرشتوں کے بعد کیا ہے؟ """،

اور اگر آپ کروبیین فرشتوں کی بات نہیں کرتے اور آپ عرش کے منکر نہیں تو پھر آپ کا جواب ہو گا کہ """آسمانوں کے بعد عرش ہے""" (اور درست بھی یہی ہے)،

تو اس صُورت میں میرا سوال یہ ہے کہ """عرش کے بعد کونسی سی مخلوق ہے ؟ """،

یقیناًاِس کا جواب """ کوئی مخلوق نہیں """ کے عِلاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا،

اور یہ ہی حق ہے، کائنات کی سب سے بلند ترین چیز اور زمین اور آسمانوں پر محیط عرش اللہ کی آخری مخلوق ہے ﴿وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ﴾:::اللہ کی کرسی (عرش) نے زمین اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے﴾سُورت البقرہ(2)/ آیت 255،

تو اب غور فرمایئے کہ یہاں تک منطقی اور فلسفیانہ بحث میں یہ بات ثابت ہو چکی کہ مکان عدم سے وجود میں لائی گئی مخلوق ہے، اور یقینی طور پر یہ ثابت ہو گیا کہ عرش کے بعد کوئی مخلوق نہیں، لہذااس کا منطقی نتیجہ یہ ہوا کہ کائنات ختم ہو گئی،

اور جب کائنات ہی ختم ہو گئی، اور کائنات کی اِنتہاء کے بعد مخلوق عدم ہوئی پھر وہاں کِسی مخلوق مکان کا وجود کیسا؟؟؟

مخلوق ہی ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کے لیے مکان کا ثابت ہو نا کیسا؟؟؟

اور جہاں جِس چیز کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا وہاں معاذ اللہ اُس چیز میں اللہ تبارک

وتعالیٰ کے وجود کے ہونے یا نہ ہونے کی بات کرنا کیسا ؟؟؟

لہٰذا، اللہ کے لفظ و کرم اور اس کی عطاء کردہ توفیق سے یہ ثابت ہوا کہ کسی منطق اور فلسفے کی زور آزمائی بھی اللہ تعالیٰ کے وجود پاک کے کائنات سے بُلند ہونے کی بنا پر اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ کے لیے کوئی مکان یعنی جگہ ثابت نہیں کر پاتی، یہ محض وسوسہ ہے جو مُسلمانوں کو اُن کے رب کی ذات و صِفات کی پہچان سے گمراہی میں ڈالنے کے لیے اُن کے دِلوں میں بیجا جاتا ہے۔

(ان سوالات و جوابات کا بنیادی خیال اِمام محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ کی ایک محفوظ شدہ گفتگو سے لیا گیا)

فَاعتَبِرُوا يَا أُولِي الأَبصَارِ ::: اے عقل والو عبرت حاصل کرو

ذرا اِدھر بھی توجہ فرمایئے، کہ، اُوپر ذِکر کیے گئے فتوے کا غلط ہونا ثابت ہو چکا اگر وقتی طور پر اِس کو مان بھی لیا جائے کہ یہ کہنے سے کہ اللہ اُوپر ہے، اللہ کے لیے مکان ثابت ہوتا ہے اور یہ کفر ہے، تو میں کہتا ہوں کہ اِس طرح اللہ کے لیے ایک مکان ثابت ہوتا ہے، اور جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے وہ اللہ کے لیے کتنے مکان ثابت کرتے ہیں ؟؟؟

اگر ایک مکان یعنی جگہ ثابت کرنا کفر ہے تو پھر یہ فلسفہ زدہ فتویٰ دینے والے جو اللہ کو ہر جگہ موجود کہتے ہیں اُن پر اُن کے اپنے ہی فتوے کے فلسفے کے اندھیرے میں اتنی جگہوں کی تعداد کے برابر کفر کا یہ فتویٰ لگتا ہے جتنی جگہوں میں یہ اللہ تعالیٰ کو موجود مانتے ہیں، اور یُوں یہ لوگ اتنی بڑی تعداد میں کفر کے مرتکب ہوتے ہیں کہ جِس کی

گنتی ممکن نہیں ،

ذرا یہ بھی سوچیے کہ اگر یہ درست ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے تو کیا نعوذ باللہ ، اللہ تعالیٰ غسل خانوں ، بیت الخلاء ، زنا کے اڈوں ، شراب کے اڈوں ، جوئے کے ٹھکانوں ، سینما گھروں ، گرجا گھروں ، مندروں اور اِن سے بھی پلید اور گندی جگہوں پر جہاں سراسر حرام اور پلید کام ہوتے ہیں وہاں بھی موجود ہے ؟؟؟

﴿ فَسُبۡحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُونَ ::: پاک ہے اللہ عرش کا رب ، اُن صفات سے جو یہ لوگ اللہ کے لیے بیان کرتے ہیں ﴾ سُورت الأنبیاء (21)/آیت 22 ،

﴿ سُبۡحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُونَ ::: آسمانوں اور زمین کا رب ، عرش کا رب اللہ پاک ہے اُن صفات سے جو یہ لوگ اللہ کے لیے بیان کرتے ہیں ﴾ سُورت الزُخرف (43)/آیت 82 ،

﴿ سُبۡحَانَهُ وَ تعالىٰ عَمَّا يَصِفُونَ ::: پاک ہے اللہ ، اور بُلند ہے اُن صفات سے جو یہ لوگ اللہ کے لیے بیان کرتے ہیں ﴾ سُورت الأنعام (6)/آیت 100 ،

توجہ فرمایے قارئین کرام کہ کِس قدر گندہ عقیدہ ہے یہ کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اور اللہ کی شان میں کتنی بڑی گستاخی ہے ، اگر کوئی یہ کہے کہ """ اللہ ایسی جگہوں میں نہیں بلکہ صرف پاک جگہوں میں ہے """ ،

تو میں یہ کہوں گا کہ """ اللہ کے ہر جگہ موجود ہونے کی تو کوئی دلیل آپ کے پاس ہے نہیں اب اُس میں سے بھی اس تخصیص یعنی کِسی جگہ ہونے اور کِسی جگہ نہ ہونے کی دلیل کہاں سے لائیں گے ؟؟؟

یہ لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اُس کی تمام مخلوق سے الگ ، جُدا اور بلند ماننے والوں پر اپنے فلسفوں کی رَو میں جو یہ الزام دیتے ہیں کہ وہ لوگ اللہ کو """ ایک مکان یعنی جگہ """ میں مان کر کفر کرتے ہیں تو کیا خود یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ان گنت جگہوں میں موجود قرار دے کر اپنے ہی فلسفے زدہ فتوؤں کے اندھیروں میں ملزمین کی نسبت کہیں زیادہ اور بڑے کفر کرنے والے نہیں بن جاتے ہیں ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ،

اللہ نہ کرے ، کہیں آپ بھی ایسے فتوے دینے دِلوانے یا ماننے والوں میں سے تو نہیں ؟؟؟

ان سب سوال و جواب کے بعد اگر کوئی اپنے فلسفے اور اپنی منطق کی غلطی ماننے کی بجائے اُس غلطی کو چھپانے کی کوشش میں ، اُس کی تاؤیل کرنے کی کوشش میں اگر کوئی یہ کہے کہ """ ہمارے یہ کہنے سے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے ، ہماری مُراد اللہ تعالیٰ کی قدرت اور عِلم ہے """ ،

تو میں کہوں گا کہ """ اگر یہ بات ہے تو بتایئے کہ پھر اللہ پاک کی ذات مبارک اُس کا وجود مبارک کہاں ہے ؟؟؟

اور پھر پورے یقین اور اِیمان کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ """ اس سوال کا حق اور سچ جواب صِرف اور صِرف وہی ہے جو اللہ الاعلیٰ نے اپنے کلام قران شریف میں ، اور اُس کی تفسیر میں اور اس کے علاوہ تاکیدی اور اضافی معلومات کے طور پر اپنے رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی زُبان مُبارک سے ادا کروایا ، جِس کی بہت سی مثالیں سابقہ صفحات میں ذِکر کی جا چکی ہیں """ ،

و الحمدُ لِلّٰہِ الذی تَتِمُ بنِعمتِہِ الصَّالحَات و اللّٰہُ ولیُّ التَّوفِیق ۔

::: دوسرے شک کا جواب :::

دوسرا شک جِس کا عام طور پر لوگ شکار ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ :::

کہ """ اللہ کو عرش سے اوپر ماننے سے اللہ کے لیے ایک سمت کا تعین ہو جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کو ایک سمت میں مان لیا جائے تو باقی سمتیں اُس سے غائب ہو جاتی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے شان شایان نہیں بلکہ اللہ کے فرمان ﴿أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطٌ ::: بے شک اللہ ہر چیز کا اَحاطہ کیے ہوئے ہے﴾ سُورت فُصلت (41)/آیت 54، کے خلاف ہے """ ۔

میں نے کچھ دیر پہلے اس شک کا ذِکر کرتے ہوئے کہا تھا """ یہ فلسفہ بھی ان کی جہالت کی دلیل ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز کو احاطہ کرنے کو معاذ اللہ، چیزوں کو اللہ پاک کے وجود میں، یا اُس کے وجود پاک کے ساتھ متصل ہونا سمجھتے ہیں، اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی صِفات کی اپنی ذاتی سوچوں کی بنا پر تاویل کرتے کرتے اُن کی تعطیل کرتے ہوئے اُن کے انکار کا شکار ہو جاتے ہیں، ولاحول ولا قوۃ الا اباللہ """،

اِن شاء اللہ اب اپنی اس بات کی مزید وضاحت کرتا ہوں،

اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات پاک کو ہر جگہ ماننے والوں کی اس مذکورہ بالا فسفلیانہ دلیل کے جواب میں بھی مجھے یہ ہی کہنا پڑتا ہے کہ """رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی صحیح ثابت شدہ سُنّت مبارکہ، صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعت کے اقوال و افعال، اُمت کے ائمہ اور عُلماء ربانین رحمہم اللہ و حفظھم کی تعلیمات کو چھوڑ کر، منطق، فلسفہ خود ساختہ سوچوں، چند لفاظی باز لوگوں کی کتابیں پڑھ کر یا اُن کی

تقریریں سُن کر قُرآن کو سمجھنے،اور دِین کے مسائل اور معاملات میں حلول اور احکام ایجاد کر لینے کی وجہ سے اِسی قسم کی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں """،

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور ہر ایک کلمہ گو کو اِس اور ہر ایک گمراہی سے محفوظ رہنے کی ہمت دے ،

آیئے اللہ کو اُس کی تمام تر مخلوق سے الگ ، جُدا اور بُلند نہ ماننے والوں کے اس مذکورہ بالا دوسرے شک کے جواب میں اُمت کے اِماموں رحمہم اللہ کے فرامین کا مطالعہ کرتے ہیں ،

شیخ الاسلام حقاً ،اِمام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں """ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے رب کے بارے میں جِس جِس بات (صفت) کی خبر کی ہے اُس پر اِیمان لانا فرض ہے ، خواہ اُس کا مفہوم ہم جانیں یا نہ جان پائیں ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی صداقت کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے کی ہے ، لہذا جو کچھ کتاب اور (صحیح ثابت شُدہ) سُنّت (شریفہ) میں آیا ہے اُس پر اِیمان رکھنا ہر صاحب اِیمان کے لیے فرض ہے ،

اور اِسی طرح جو صفت صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور اُمت کے اِماموں کے اِتفاق کے ساتھ ثابت ہے اُس پر اِیمان رکھنا بھی واجب ہے ، کیونکہ اِن کا اِتفاق کتاب اور سُنّت کے دلائل کی بنیاد پر ہی ہے۔

اور (الفاظ کے عام معنیٰ کو بنیاد بنا کر ، اُن کے استعمال میں متکلم کی مُراد جانے بغیر) جِس صفت کے ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بعد آنے والوں نے اِختلاف کیا، اُن اِلفاظ

کے بارے میں کِسی کے لیے پابندی نہیں کہ وہ اُن الفاظ کی مُراد جانے بغیر اُن کے درست یا نادرست ہونے کی بات ضرور ہی کرے، بلکہ اُسکے لیے جائز ہی نہیں کہ وہ اُن اِلفاظ کی مُراد جانے بغیر (اُن صفات کے بارے میں) کچھ بات کرے (جِن صفات کے لیے وہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں، پھر بھی اگر کوئی شخص اللہ کی صِفات کے بارے میں خبر رکھنے والے الفاظ کی کوئی مُراد لے کر بات کرتا ہے، تو)،

اگر جو مُراد وہ بات کرنے والا لیتا ہے حق ہے تو اُس کی موافقت کی جائے گی اور اگر اُس کی مُراد باطل ہے تو اُس کی مخالفت کی جائے گی اور اگر اُس کی بات اِن دونوں (یعنی حق و باطل)مُراد پر مشتمل ہے تو نہ تو اُس کی بات پوری کی پوری قبول کی جائے گی اور نہ ہی پوری کی پوری رد کی جائے گی جیسا کہ لوگ (اللہ کے بارے میں) لفظ """ الجھة یعنی سمت """ اور """ التحیز یعنی ایک جگہ میں ہونے """ کی مُراد میں مخالفت کا شکار ہوئے ،

پس لفظ """ سمت """ سے کبھی تو اللہ کے عِلاوہ کوئی اور موجود چیز مُراد لی جاتی ہے اور جب ایسا ہو تو یقینا وہ چیز مخلوق ہے ، جیسا کہ اگر لفظ """ سمت """ سے مُراد """ عرش یا آسمان لیا جائے """ اور کبھی اِس سے مُراد غیر موجود چیز لی جاتی ہے جیسا کہ جو کائنات کے اُوپر ہے ،

یہ چیز معلوم ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے لیے قُرآن و سُنّت میں) لفظ """ الجھة یعنی سمت """ کا کوئی استعمال نہیں ملتا، نہ تو اس کی تائید کرتا ہوا، اور نہ ہی مخالفت کرتا ہوا، جیسا کہ """ العُلو، یعنی بلندی """ اور """ الأِستِواء یعنی قائم ہونا ،براجمان ہونا """

اور """ الفَوقِیة یعنی اُوپر ہونا """ اور """ العروج اِلیہِ یعنی اللہ کی طرف چڑھنا """ وغیرہ کا صاف ذکر ملتا ہے ،

اور یہ بات بھی یقینی طور پر جانی جا چکی ہے کہ سوائے خالق اور مخلوق کے کہیں کچھ اور موجود نہیں ہے اور خالق سُبحانہُ و تعالیٰ اپنی مخلوق سے الگ ہے ، نہ اُس کی مخلوقات میں کوئی چیز اُس کی ذات میں سے ہے ، اور نہ ہی اُس کی ذات میں کوئی چیز اُس کی مخلوقات میں سے ہے ،

پس جو کوئی """ سمت """ کی نفی کرتا ہے اُسے کہا جائے گا کہ """ کیا تم سمت سے مُراد کوئی موجود مخلوق لیتے ہو ، اگر ایسا ہے تو اللہ اِس بات سے پاک ہے کہ وہ اپنی مخلوقات میں سے کِسی کے اندر ہو ، اور اگر تم """ سمت """ سے مُراد کائنات کے بعد لیتے ہو تو یہ درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کائنات کے اُوپر ہے اور اپنی تمام تر مخلوق سے الگ اور جدا ہے """ ،

اِسی طرح جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ ایک """ سمت """ میں ہے تو اُسے جواباً یہ بھی کہا جائے گا کہ """ کیا تُم اپنی اس بات سے یہ مُراد لیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کائنات کے اُوپر ہے ؟ یا تم یہ مُراد لیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات میں سے کِسی کے اندر ہے ؟ اگر تمہارا جواب پہلی بات ہے تو حق ہے اور اگر دوسری بات ہے تو باطل ہے """

(بحوالہ """ التدمریة """ صفحہ 65، تا، 67، محمد بن عودہ کی تحقیق کے ساتھ شرکۃ العبیکان کی چھپی ہوئی)

شیخ الاِسلام حقاً ، اِمام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ وضاحت کے بعد یہ شک باقی

نہیں رہتا کہ اللہ کو اُوپر کہنے سے اللہ تعالیٰ کے لیے سِمت کا تعین ہوتا ہے لیکن ، اِس کے بعد بھی اگر کِسی کے ذہن میں یہ شک کروٹیں لیتا رہے تو اُس کے لیے اِمام أبو محمد عبداللہ بن عمر الجوینی رحمہُ اللہ کا ایک بہترین اور عقلی دلیل پر مبنی قول نقل کرتا ہوں جو اُنہوں نے اپنی کتاب """ الاِستوا و الفوقیة """ میں لکھا :::

""""" اہلِ عِلم نے جو کہا ہے اُس میں کوئی شک نہیں کیونکہ اُن کا کہنا دلیل و برہان سے ثابت ہے ، اور وہ یہ کہ ،،، زمین کائنات کے اوپر والے حصے کے اندر ہے ، اور یہ کہ زمین ایک گیند کی طرح ہے اور تربوز کے اندر تربوز کی طرح آسمان کے اندر ہے ، اور آسمان نے زمین کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ، اور زمین کا مرکز سب سے نچلی جگہ ہے ، پس اُس کے نیچے جو کچھ آتا ہے اُسے نیچے نہیں کہا جا سکتا بلکہ اُوپر کہا جائے گا جیسا کہ اگر زمین کے مرکز سے کوئی چیز سوراخ کرتے ہوئے کِسی بھی رخ سے باہر کو آئے تو اُس کا سفر اُوپر کی سِمت میں ہی ہو گا (((جیسا کہ اگر کوئی میزائل زمین کے اندر کی طرف داغا جائے ، تو جب تک اُس کا سفر زمین کے مرکز کی طرف ہو گا اُس وقت تک یہی کہا جائے گا کہ یہ نیچے کی طرف جا رہا ہے اور جب وہ مرکز کو پار کر کے دوسری طرف کے سفر میں داخل ہو گا تو کوئی بھی عقل سلیم والا یہ نہیں کہے گا کہ وہ میزائل نیچے کی طرف جا رہا ہے بلکہ یہ ہی کہا جائے گا کہ وہ میزائل اُوپر کی طرف جا رہا ہے))) ،

اِس بات کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اگر کوئی زمین کی سطح پر مشرق سے مغرب (((یا کِسی بھی ایک سِمت میں ، سِمت تبدیل کیے بغیر ناک کی سِیدھ میں مسلسل))) چلتا رہے تو وہ ساری زمین کا چکر لگا کر وہیں پہنچ جائے گا جہاں سے اُس نے سفر کا آغاز کیا تھا ، اور اِس

دوران زمین مسلسل اُس کے نیچے رہے گی اور آسمان اُوپر ، پس آسمان کا وہ حصہ جِسے زمین کے نیچے سمجھا جاتا ہے وہ حقیقتاً نیچے نہیں اُوپر ہے ، لہذا ثابت ہوا کہ آسمان کِسی بھی سِمت سے اپنے حقیقی وجود کے ساتھ زمین کے اُوپر ہے ((کیونکہ زمین اِس کے اندر ہے))یعنی زمین کِسی بھی سِمت سے آسمان کے نیچے ہے """"۔

اور مزید لکھا کہ """"اگر ایک مخلوق جِسم یعنی آسمان ((کا معاملہ یوں ہے کہ وہ)) اپنے وجود کے ساتھ زمین کے اُوپر ہے ((اور اُس کا ہر طرف سے اَحاطہ کیے ہوئے ہے))تو اُس (خالق اللہ سُبحانہُ تعالیٰ) کا معاملہ کیا ہے جِس کے جیسی کوئی چیز نہیں ، اُس کے ہر چیز سے بلند اور محیط ہونے کا معاملہ اُس کی شان کے مطابق ہے ((اُس کی صِفات کو مخلوق کی صِفات کے مطابق نہیں سمجھا جا سکتا ، ایسا کرنا سراسر گمراہی اور آخرت کی تباہی کا سبب ہے)) """"۔

اُوپر بیان کئی گئی اِن وضاحتوں کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی اِس حقیقت سے انکار کر سکتا ہے کہ آسمان نے ہر طرف سے زمین کا اَحاطہ کر رکھا ہے ، اور آسمان ہر سِمت سے اُوپر اور زمین ہر سِمت سے اُس کے نیچے ہے ،

یہ حقائق اِن اِماموں رحمہم اللہ جمعیاً نے اُس وقت لکھے جب اُن کے پاس ہمارے اِس وقت میں موجود وسائل نہیں تھے ، سُبحان اللہ کہ اب اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو جو وسائل اور عُلوم موجودہ وقت میں میسر کر رکھے ہیں وہ اِن تمام باتوں کی تصدیق کرتے ہیں ،

اِس تصدیق کے بعد یہ جاننے میں کوئی مشکل نہیں رہ جاتی کہ جِس طرح زمین کو ایک آسمان نے اپنے اَحاطہ میں لے رکھا اِسی طرح باقی آسمانوں نے ایک کے اُوپر ایک نے

اپنے سے نیچے والے کو اپنے أحاطہ میں لے رکھا ہے ، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ::: اللہ کی کرسی (عرش) نے زمین اور آسمانوں کو گھیر رکھا ہے﴾ سُورت البقرہ (2)/ آیت 255،

تو اب اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اِس کرسی یعنی عرش پر ہے اور اپنی تمام مخلوق سے الگ اور جُدا ہے تو کسی سمت کا تعین کہاں سے ہو گیا !!!!!!!!

اِن کُنتَ لاتدری فتلك المصیبة ::: وإِن کُنتَ تدری فالمصیبةُ أعظم

اگر تُم نہیں جانتے تو یہ مُصیبت ہے ::: اور اگر تم جانتے ہو تو یہ اُس سے بھی بڑی مصیبت ہے ،

یعنی جان بوجھ کر انجان بنتے ہو اور حق سے رو گردانی کرتے ہو ، اور کرواتے ہو ۔

::: تیسرے شک کا جواب :::

تیسرا شک جِس کا عام طور پر لوگ شکار ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ :::

""" اِس طرح اللہ کی مخلوق سے مُشابہت ہو جاتی ہے اور یہ جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ::: اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں ﴾ سُورت الشُوریٰ (42)/آیت 11 """ ۔

اس شبہے کا ابتدائی ذِکر کرتے ہوئے چند صفحات قبل میں نے لکھا تھا """ اس آیت مبارکہ کو بھی اپنی ذاتی فِکر کے مطابق سمجھنے والوں نے اس کے دُوسرے حصے کی طرف کوئی توجہ کیے بغیر اپنی ذاتی سوچوں اور جہالت زدہ قران فہمی کی بنا پر سمجھا

اور حقیقت کے بر عکس مفہوم لے کر اس کی ضد کرنے لگے """

اور اب اِن شاء اللہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ،

☜☜☜ اگر یہ بات کہنے والے اپنی دلیل کے طور پر پیش کیے جانے والے آیت مبارکہ کے اِس حصے کے بعد آیت شریفہ کو آخر تک پورا پڑھ کر اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی بیان کردہ تفسیر کو سمجھ لیتے تو وہ فلسفہ اُن کو شکار نہ کر پاتا جِس کا یہ شِکار ہوئے ،

اللہ سُبحانہُ و تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ::: اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں، اور وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے﴾ سُورت الشُوریٰ (42)/آیت 11،

محترم قارئین غور فرمایے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خود یہ بتا رہا ہے کہ اُس کے جیسی کوئی چیز نہیں اور سنتا بھی ہے اور دیکھتا بھی ہے، یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی ایسی صِفات کا ذِکر بھی کر رہا ہے جو نام کی مشابہت کے ساتھ اُس کی مخلوق میں بھی ہیں، اور اس بات کی وضاحت اپنی صِفات کے ذِکر سے پہلے فرما دی ہے کہ اُس کے جیسی کوئی چیز نہیں ہے ، یعنی صِفات میں ناموں کی مُشابہت صِفات کی کیفیت کی مُشابہت کی دلیل ہر گز نہیں ،

اِس کے عِلاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اپنے رب کے بارے میں جِس جِس صفت کا ذِکر کیا ہے فلسفہ زدہ ذہنوں نے آیت کے صِرف ایک حصے کو اپنی منطق کے مطابق سمجھ کر اُن سب صفات کا اِنکار

کر دِیا اور اُلٹی سیدھی باطل تاؤیلیں کیں ، اِن کو اور اِن کے پیرو کاروں کو اُمت کے اِماموں نے """ معطلة """ یعنی """ اللہ کی صِفات کو ختم کرنے والی جماعت """ کا نام دِیا ،

اگر اللہ تعالیٰ کی صفات کا اِنکار یا تاؤیل کرنے والے یہ سوچ لیتے کہ اللہ تعالیٰ اِس آیت میں پہلے یہ بتا رہا کہ اُس کے جیسی کوئی چیز نہیں اور پھر یہ بتایا کہ وہ سنتا بھی اور دیکھتا بھی ہے ، تو اِس کا معنیٰ یقیناً یہ ہے کہ اُس کا سننا اور دیکھنا کِسی مخلوق کے جیسا نہیں ، اِسی طرح اُس کا ہنسنا ، ناراض ہونا ، خوش ہونا ، نیچے اُترنا ، اُس کا چہرہ ، اُس کے ہاتھ ، اُس کی پنڈلی ، اُس کا پاؤں ، سب جو کچھ اُس نے اپنے بارے میں بتایا ہے یا اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم نے بتایا ہے حق ہے اور اُسکی شان کے مطابق ہے یہ ہی مفہوم ہے اللہ کے فرمان مبارک ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ::: اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں، اور وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے ﴾ کا ،

یہ ہی ہے وہ مفہوم جو ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ و سلم کی تعلیمات میں ملتا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور اُمت کے اِماموں رحمہم اللہ و حفظہم کی تعلیمات میں ملتا ہے ،

مزید اور مکرر وضاحت کے لیے کہتا ہوں :::

ذرا عقل سے سوچا جائے تو صاف سمجھ میں آتا ہے کہ غصہ ، محبت ، ہنسنا ، سننا ، دیکھنا ، وغیرہ یہ تمام صفات خالق نے اپنی مخلوق میں بھی رکھی ہیں ، اور کِسی ایک مخلوق کی صفت کی کیفیت دوسری مخلوق سے نہیں ملتی ، حتیٰ کہ ایک ہی جِنس کی مخلوق کے دو

افراد کی ایک ہی صِفت کی کیفیت مختلف ہوتی ہے ،

میرا غصہ ، مُحبت ، ہنسنا ، سُننا ، دیکھنا ، وغیرہ ، آپ کے غُصے ، مُحبت ، ہنسنے ، سُننے ، دیکھنے وغیرہ جیسا نہیں ، اور آپکی یہ صِفات میری صِفات جیسی نہیں ،

اور اِسی طرح ہر ایک اِنسان میں فرق ہے حتیٰ کہ حیوانات میں بھی یہ فرق موجود ہے ،

یہ تو بات ہوئی کِسی ایک مخلوق کا دوسری مخلوق سے موازنہ کرنے کی ، اب اگر ایک شخص کی ایک ہی صفت کو دو مختلف حالتوں میں، دو مختلف نسبتوں سے دیکھا جائے تو وہ بھی ایک جیسی نظر نہیں آتی جیسا کہ ماں سے مُحبت اور بیوی سے مُحبت ایک جیسی نہیں ، بیوی سے مُحبت اور بیٹی اور بہن سے مُحبت ایک جیسی نہیں ہوتی ،

لہٰذا یہ بات ہر اچھی عقل قبول کرتی ہے کہ ، کوئی سی دو مخلوق میں کِسی ایک صفت کے ہم نام ہونے کی وجہ سے اُن دو صِفات کا صِفات والی شخصیات کا جزوی یا کُلّی طور پر ایک دوسرے جیسا ہونا یا مشابہہ ہونا کسی بھی طور واقع نہیں ہوتا ،

اِنسانوں اور حیوانات کی بہت سی صفات کے نام ایک ہی جیسے ہیں ، جیسا کہ دیکھنا ، سننا ، چلنا ، بھاگنا ، کھانا ، مُحبت ، غصہ ، غیرت اور بے غیرتی وغیرہ ،

لیکن کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ چونکہ اِنسانوں اور حیوانات میں یہ صفات ایک جیسی ہیں لہٰذا وہ ایک دوسرے کے مشابہہ ہو گئے ، اور پھر اِس مشابہت کو دور کرنے کے لیے کوئی بھی اِن دونوں مخلوقات میں سے کِسی کی کِسی صفت کا اِنکار نہیں کرتا ،

جب یہ معاملہ مخلوق کا ہے تو خالق کا معاملہ اُس کی شان کے مطابق ہے اور ویسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے اُوپر ذِکر کی گئی آیت میں بتایا ہے ،

تو یہ بات بڑی وضاحت سے سمجھ میں آتی ہے کہ دو مختلف چیزوں کا نام ایک جیسا ہونے سے اُن چیزوں کا ایک جیسا ہونا ہرگز ضروری نہیں ہوتا، اور دو مختلف صِفات دو مختلف چیزیں ہی ہیں جو ہر صاحبِ صِفت کے مطابق مختلف کیفیت کی حامل ہو جاتی ہیں گو کہ نام ایک ہی جیسا ہوتا ہے، پس یہ ہی مفہوم ہے اللہ پاک کے فرمان ﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَىْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ::: اللہ کے جیسی کوئی چیز نہیں، اور وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے﴾ کا،

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی تمام صِفات جو اُس نے خود اور جو اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے بتائی ہیں اُن پر بلاچُوں وچَراں اِیمان لانا فرض ہے اور اُن کی کِسی طور کوئی باطل تاویل کرنا، یا تعطیل کرنا کفر تک لے جانے کے اسباب میں سے ہے،
جیسا کہ کوئی یہ کہے اللہ کے ہاتھ سے مُراد اُس کی قدرت ہے، یا اللہ کی پنڈلی سے مُراد اُسکی زبردستی ہے، وغیرہ، وغیرہ،
اس قِسم کی باطل تاویلات اکثر کتابوں، بلکہ عام کتابوں میں تو کیا تفسیر اور شرح کی کتابوں میں لکھی ہوئی دِکھائی دیتی ہیں، ولا حَولَ و لا قُوۃَ اِلا باللہ و اِلیہِ اشتکی وھُوَ المُستعان۔

اُمید ہے کہ ہمارے زیر بحث موضوع پر اتنی بات اِن شاء اللہ کافی ہو گی، لکھنے کو اور بھی بہت کچھ ہے لیکن بات کو مختصر رکھنے کی غرض سے یہیں رُکتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے اور تمام مُسلمانوں کے دِلوں میں سے ضد اور تعصب دور کرے اور حق جاننے، اُس کے قبول کر کے ہمیشہ اُس پر عمل کرنے، اور اُس کو نشر کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

کسی پڑھنے والے کے دِل و دماغ میں کوئی اور شبہ یا سوال ہو تو میری گذارش ہے کہ کسی جھجک کے بغیر اُس شبہے کو سامنے لائے ، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ گذارش بھی ہے کہ اپنے شک و شبہے ، یا سوال کو سامنے لانے سے پہلے جو کچھ اس کتاب میں لکھا گیا ہے اُس کا بغور اور بار بار مطالعہ کرے عین ممکن ہے کہ اُس کے شک کا جواب پہلے سے ہی اس کتاب میں موجود ہو۔

والسلام علیکم ، طلبگارِ دُعا ، عادِل سُہیل ظفر۔

۱۵ذوالقعدہ ۱۴۲۴ ہجری //// 07/JANUARY/2004

مصادر و مراجع :::

کتاب اللہ العزیز قران کریم ،

کتب السُّنة

صحیح البخاری ، صحیح مُسلم ، صحیح ابن حبان ، صحیح ابن خزیمہ ،

سُنن ابن ماجہ ، سُنن الترمذی ، سُنن النسائی ، سُنن ابو داؤد ،

سُنن الدارمی ، سُنن البھیقی ، سنن الدار قُطنی ،

المستدرک للحاکم ، مُسند احمد ،

کتب العقیدة و الشروح

""" العلو للعلی الغفار """ ، امام شمس الدین الذھبی رحمہُ اللہ ،

""" مختصر العلو للعلی الغفار """ ، امام محمد ناصر الدین الالبانی رحمہُ اللہ ،

"""کتاب العرش """، امام شمس الدین الذھبی،

"""اجتماع جیوش الاسلامیة"""، امام ابن القیم الجوزیہ۔

"""التدمریة """، شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ۔

"""أثبات الصفة العُلو """، اِمام موفق الدین عبداللہ بن أحمد بن قدامہ المقدسی۔

"""الِاستوا و الفوقیة"""، اِمام أبو محمد عبداللہ بن عمر الجوینی۔

""" عقیدہ الطحاویہ """ اِمام ابو جعفر أحمد بن محمد الطحاوی الحنفی۔

""" شرح عقیدہ الطحاویہ """ اِمام صدر الدین محمد بن علاء الدین المعروف ابن ابی عبدالعز الحنفی۔

""" أعتقاد اھل السُّنة"""، اِمام ھبة اللہ اللالکائی۔

""" السُنّة """ ، اِمام ابو بکر الخلال۔

"""التمھید"""، اِمام أبن عبد البر۔

کتب التاریخ و تراجم الرجال

"""تاریخ دمشق """، امام ابن عساکر رحمہُ اللہ،

"""تاریخ البغداد """، الخطیب البغدادی رحمہُ اللہ،

"""تاریخ اصبھان """، اِمام ابن مندہ رحمہُ اللہ،

"""تذکرة الحفاظ """، امام شمس الدین الذھبی رحمہُ اللہ،

""" سیر الاعلام """، امام شمس الدین الذھبی رحمہُ اللہ،

"""الوافی بالوفیات """، للصفدی رحمہُ اللہ۔